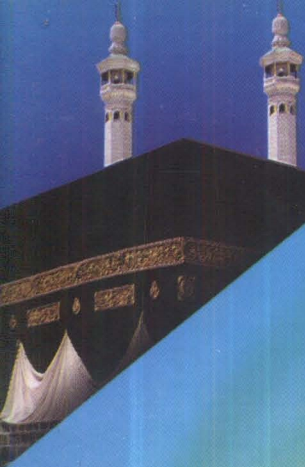


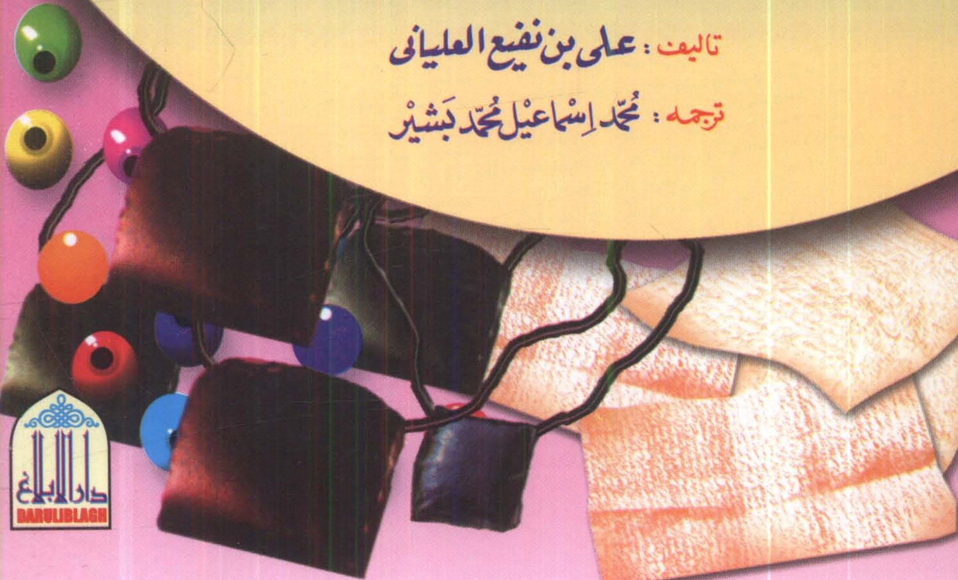
وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ
وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
(الانعام ۱۷)

تعویذ
اور
توحید

ایمان کے سرسبز و شاداب گلستانوں سے نکال کر شرک کے اندھیرے
ویرانوں میں لے جانے والے مروجہ شرکیہ تعویزوں کی انکشاف انگیز حقیقت

تالیف : علی بن نفیع العلیانی

ترجمہ : محمد اسماعیل محمد بشیر



دار الابلاغ
DARULIBLAGH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

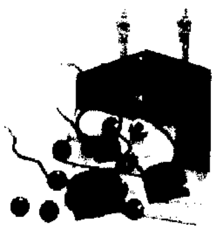
☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com



تعویذ اور توحید

DARULIBLAGH

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نام کتاب .... تعویذ اور توحید

تالیف .... علی بن نفیع العلیانی

مترجم .... محمد اسماعیل محمد بشیر

نظر ثانی .... محمد طاہر نقاش

اشاعت اوّل .... مئی 2005ء

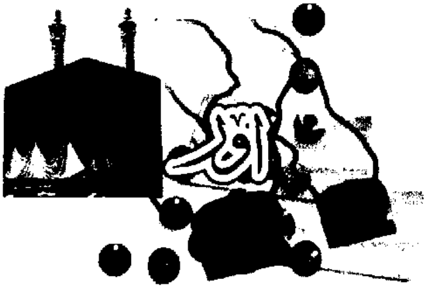
قیمت .... روپے

تعداد .... ایک ہزار

دارُالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان 0300 4453358

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
(الانعام ۱۷)

تعویذ



توحید

ایمان کے سرسبز و شاداب گلستانوں سے نکال کر شرک کے اندھیرے
ویرانوں میں لے جانے والے مروجہ شرکیہ تعویزوں کی انکشاف انگیز حقیقت

تالیف : علی بن نفیع العلیانی

ترجمہ : محمد اسماعیل محمد بشیر

دار الابلاغ
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
لاہور۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئینہ

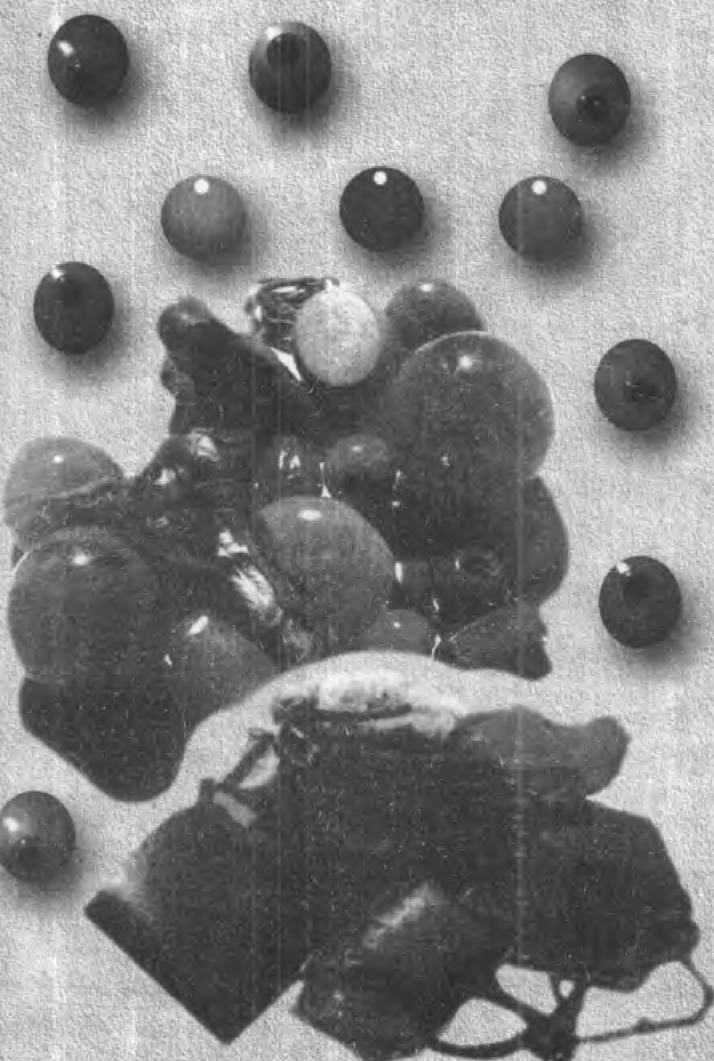
تعویز اور توحید

تعویذ پہننا اور لٹکانا حرام کیوں؟

تعویذ لٹکانا شرک اکبر ہے یا شرک اصغر؟

قرآنی آیات اور ماثور دعاؤں سے بنے تعویذ

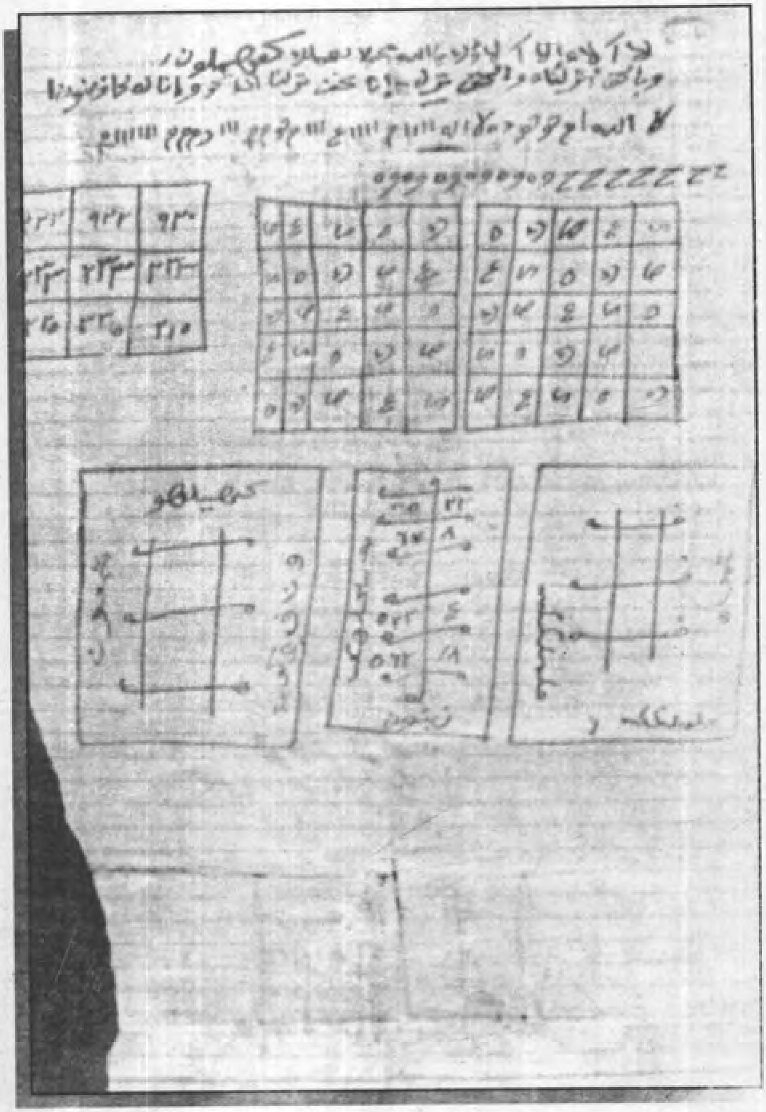
زمانہ ماضی اور حال میں تعویذ کا رواج



جادو ٹونے وغیرہ میں استعمال ہونے والے منکے اور پتھر وغیرہ کہ جن کو لوگ توہم پرستی میں اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کے ساتھ باندھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ دشمن کے وار سے محفوظ ہو گئے یا پھر کسی مخالف پر آسیبی وار کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

گھروں کی بربادی کا باعث بننے والے گمراہ عاملوں کے زعفرانی تعویزوں کی جھلک، کہ جونہی یہ کسی چولہے، دیوار یا فرش وغیرہ کے نیچے سے کبھی برآمد ہوتے ہیں تو گھر میں خوف وہراس چھا جاتا ہے اور لوگ توڑ کرنے والے عاملوں کے پیچھے بھاگ اٹھتے ہیں اور وہ ان کے ایمان کے ساتھ ساتھ دولت بھی لوٹ لیتے ہیں۔





حرفِ تمنا

مسلمان کی عائلی زندگی کی بدامنی کا سبب

مسلمان تقریباً ایک ہزار سال تک ہندو کے ساتھ مل جل کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آدمی ایک دو دن بھی کسی کے پاس بیٹھ جائے تو اس کی صحبت کا اثر اس میں نظر آنے لگتا ہے۔ اس ہزار سالہ ہم نشینی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندو تہذیب و ثقافت ہمارے اندر بھی آ گئی اور ہم یہ بھول گئے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا تشخص اس سے یکسر مختلف ہے۔ جہاں ہم نے اور بہت سی چیزیں ہندو ثقافت سے اخذ کیں وہاں جادو ٹونہ' کہانت' رمل' تو ہم پرستی اور ٹونہ ٹوٹکا تعویزوں کی شکل میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آج کل مسلم معاشرے کی خاندانی زندگی کچھ اس ڈگر پر چل رہی ہے کہ ہر کوئی مضطرب و پریشان اور خوف زدہ ہے۔ وہم کا شکار ہے۔ اگر کوئی اچھے حالات میں زندگی گزار رہا ہے تو دوسرا حسد کرنے لگتا ہے اور یہ خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کی نعمتیں چھن کر میرے پاس آ جائیں اور یہ مفلوک و قلاش ہو جائے۔ حسد و بغض اور عداوت وغیرہ کی بنا پر ہر کوئی دوسرے کو گرانے اور نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ عموماً طاقت کے زور پر تو کوئی کسی کو تباہ و برباد کرنے سے گریزاں ہوتا ہے کہ مقابلے میں فریق مخالف کے پاس بھی طاقت اور افرادی قوت وافر ہوتی ہے۔ اس وقت وہ خفیہ طور پر جادوگروں اور عاملوں کی طرف بھاگتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ کوئی ایسا تعویز کرو کہ میرا دشمن دنوں میں تباہ و برباد ہو جائے۔ وہ عامل اس کو الٹے سیدھے شرکیہ تعویز لکھ کر دیتا ہے۔ اسی طرح دوسرا فریق بھی یہی راستہ اختیار کرتا ہے۔ یوں ان گمراہ عاملوں اور تعویز فروشوں کا کاروبار چمکتا دمکتا رہتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں دوسروں کو نقصان پہنچانے کیلئے تعویذ فروشوں کے پاس زیادہ تر عورتیں جاتی ہیں۔ وہ تعویز فروشوں کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے جس چیز کی قربانی دیتی ہیں وہ ''عقیدہ توحید'' ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عامل شریر جنوں اور شیطانوں کے ساتھ مل کر جس مکروہ گورکھ دھندے میں مصروف ہوتے ہیں وہ سارے کا سارا شرک کے گرد گھومتا ہے۔ یہ اللہ کی بندیاں دوسری جس چیز کی قربانی دیتی ہیں وہ دولت اور وقت ہے۔ بعض اوقات وہ اپنی عزت و ناموس کی بھی قربانی دے بیٹھتی ہیں۔ یوں وہ اپنی عقیدہ کی انمول دولت کے ساتھ ساتھ مال و منال اور عفت و عصمت قربان کر کے جہنم کی خریدار بنتی ہیں...... کیوں؟ ...... اس لئے کہ عقیدہ توحید ہی مؤمن کی اصل میراث ہے' اگر یہ ہی جاتا رہا تو سمجھ لیں اس کے پاس اب کچھ بھی باقی نہ بچا۔ یہ ہمارے ہاں عام چلن بن چکا ہے کہ تعویز کروانے والے اور کرنے والے سب سے پہلے عقیدہ توحید سے ہی دستبردار ہوتے ہیں۔ جان لیں کہ دنیا میں اور خاص طور پر آخرت میں عقیدہ توحید ہی کامیابی کی ضمانت اور جنتوں میں داخلے کا سرٹیفکیٹ ہے' اگر یہ ہی نہ رہا تو کہاں دنیا و آخرت کی کامیابی اور کہاں اللہ کی رضاء کا حصول اور جنتوں میں داخلہ!!؟؟

تعویزوں کی یہ وبا معاشرے میں آگ کی طرح پھیل چکی ہے اور پھر اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ و توکل بھی یکسر اٹھ چکا ہے۔ اگر کسی کو صرف اتنا ہی کہہ دیا جائے کہ ''تجھے تو تعویز ڈالے گئے ہیں'' ...... تو اس کے پاگل بن جانے کیلئے بس اتنا ہی کافی ہے ...... اس کے بعد وہ اسقدر پریشان ہوتا ہے ...... اللہ پر توکل ختم کر کے شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے...... اور بھاگتا ہے گمراہ عاملوں کے پاس...... اگر اتفاق سے گھر کے کسی کونے سے کچھ کاغذات یا...... واقعی تعویذ نکل آئیں...... تو پھر کیا...... گھر میں ایک کہرام مچ جاتا ہے...... سب حیران و پریشان اور خوفزدہ ہو جاتے ہیں...... بڑی عمر کی بوڑھیاں کہ جن کو زندگی کا تجربہ ہوتا ہے' وہ بھی بتانے لگتی ہیں کہ......

''فلاں حادثہ ہوا' فلاں ناکامی ہوئی' فلاں کاروبار میں نقصان ہوا' فلاں رشتہ ٹوٹا'

فلاں جگہ لڑائی ہوئی فلاں بیمار پڑ گیا...... فلاں کو طلاق ہوئی وغیرہ وغیرہ ...... ہر موقع پر میں نہ کہتی تھی کہ کسی نے کچھ کیا ہوا ہے۔ لو دیکھ لو!...... نکل آئے ناں تعویز...... تم میری بات مانتے ہی نہ تھے۔ اب ڈھونڈو کسی بڑے سیانے تجربہ کار عامل کو' اور واپس لوٹا دو ان تعویزوں کو ان ہی پر۔ اللہ کرے اپنے ہی تعویزوں کے الٹ جانے پر ہو جائیں وہ تباہ و برباد......''

پھر یہ لوگ ان کے تعویذوں کو ان ہی پر پلٹانے کے لیے طلسمی جادوئی عمل کرواتے ہیں۔ یوں یہ ایک دوسرے پر ''الٹ پھیر'' کے چکر چلتے رہتے ہیں اور لوگ عقیدہ توحید سے تہی دامن ہو کر شرک کی پرخار جہنم بھری وادی میں گرتے رہتے ہیں۔ ان تعویزوں کی وبا سے توہم پرستی خاص طور پر معاشرے میں پروان چڑھ رہی ہے۔ اسی بنا پر مسلم معاشرے میں بدامنی اور خوف وحراس کی فضاء مسلسل قائم رہتی ہے۔

بعض دفعہ ایسے چکر بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ کسی نے شغل اور دل لگی و مذاق میں اور محض کسی کا تماشہ دیکھنے کیلئے شرارتاً' کاغذ کے چند ٹکڑوں پر چند الٹی سیدھی لکیریں ڈال کر ان میں چند اعداد ۱، ۲، ۵، ۷ وغیرہ لکھ کر کسی کے گھر میں پھینک دیئے۔ پھر اگلے ہی دن اس گھر میں ایک کہرام بپا ہوتا ہے اور وہ اپنے ذہن اور اندازے کے مطابق اپنے مخالف و دشمن سے دست و گریبان ہوتے ہیں' کہ اس نے ان کے خلاف وار کیا ہے۔ وہ علی الاعلان کہتے ہیں کہ:

تم نے تو جو وار کرنا تھا کر لیا اب ہم اس کا جواب دیں گے اور ایسا زبردست جوابی وار کریں گے کہ تمہاری سات پشتیں بھی یاد کریں گی۔''

فریق ثانی لاکھ یقین دلائے کہ اس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا لیکن انہیں کون یقین دلائے۔!؟ آخر تھک ہار کر وہ جب خاموش ہو جاتا ہے اور اتفاق سے ان لوگوں کا کوئی نقصان یا حادثہ وغیرہ ہو جاتا ہے تو ان کی بوڑھیاں کہتی ہیں کہ لو ان کا وار چل گیا' اب کوئی توڑ کرو' ورنہ سب مارے جائیں گے۔ یوں یہ فریق بھی تعویزی عاملوں کی بھینٹ

چڑھ جاتا ہے۔ وہ جب کسی عامل کے پاس جاتا ہے تو وہ اس کے سامنے طرح طرح کے کرتب اور کرشمے دکھاتا ہے۔ اس کو یہ یقین دلا کے وہاں سے رخصت کرتا ہے کہ اس کے دشمن نے اس پر بہت سخت وار کیا ہے اگر اس نے کچھ نہ کیا تو ایک ایک کر کے...... سب بے موت مارے جائیں گے۔ یوں ایک نہ ختم ہونے والا چکر چل پڑتا ہے۔ جب ایک انسان ان چکروں میں پڑ جاتا ہے تو وہ اللہ کریم سے بہت دور ہو جاتا ہے' اس ذات باری تعالیٰ پر اس کا اعتقاد ختم ہو جاتا ہے۔ نماز کو خیر باد کہہ کر قرآن کو طاق میں بند کر دیتا ہے اور اپنا سارا بھروسہ اور توکل انہی تعویزوں پر کرتا ہے۔

دارالابلاغ نے لوگوں کو یہ باور کرانے کیلئے کہ یہ تعویز کس طرح عقیدہ توحید کو ختم کر کے آدمی کو دنیا و آخرت میں ناکام و نامراد کرتے ہیں۔ اور عقیدہ کے لیے یہ کتنے خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ یہ کتاب قارئین کی خدمت میں پیش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اسے لوگوں کے عقیدہ توحید کی حفاظت کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

خادم کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۱۶ جنوری ۲۰۰۵ء

پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَبَعْدُ!

بدعات و خرافات اور خلاف شرع رسم و رواج سے پاک و صاف معاشرہ اتباع سنت کا آئینہ دار ہوتا ہے اور دنیا و آخرت میں مسلمانوں کی سرخروئی کا ضامن بھی' کیونکہ جب بھی معاشرہ میں قرآن و سنت کی مخالفت پائی جائے گی اور اعتقادی خرابیاں شائع و ذائع (اور عام) ہوں گی معاشرہ اس کا خمیازہ بھگتے گا' اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائشوں کا شکار ہوگا اور مصائب کے شکنجوں میں گرفتار ہوگا۔

جہاں عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات پر عمل کریں وہاں مسلمانوں کے اس طبقہ کے افراد کا بھی فرض ہے جو اسلام کی تعلیمات سے واقف ہیں' کہ وہ مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ان کی خرابیوں کی نشاندھی اور ان کی صحیح راہنمائی کریں۔

معاشرے میں اعتقادی خرابیوں کا ایک مظہر تعویذ گنڈے کا رواج ہے' اس سلسلے میں معاشرہ افراط و تفریط کا شکار ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی جائے اور اس مسئلہ میں شریعت کے نقطہ نظر کو واضح کیا جائے۔

ایسی ہی ایک کتاب میری نظر سے گذری' جس کا نام (التمائم فی میزان العقیدۃ) ہے' جو چھوٹے سائز کے ۶۳ صفحات پر مشتمل ہے' جسے علامہ ڈاکٹر علی بن نفیع

العلیانی نے ترتیب دیا ہے' اس کتاب سے ظاہر ہے کہ موصوف سلفی عقیدہ کے حامل اور ایک غیور عالم دین ہیں' معاشرہ میں پھیلے ہوئے خلاف شرع اور غلط عادات اور رسم و رواج سے کافی تکلیف محسوس کرتے ہیں اور معاشرے کو ان عادات وخرافات سے پاک کرنے اور مسلمانوں کو ان کے صحیح دین سے روشناس کرانے کے لئے کوشاں نظر آتے ہیں۔

اس سلسلے میں موصوف نے متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ خاص طور پر تعویز گنڈے' جھاڑ پھونک اور تبرکات معاشرے میں پھیلی ہوئی مہلک بیماریوں کو ختم کرنے کے لئے کئی کتابیں تالیف کیں' جن میں سے زیر نظر کتاب بھی ہے' اس کے علاوہ (اَلتَّبَرُّكُ الْمَشْرُوْعُ وَالتَّبَرُّوكُ الْمَمْنُوْعُ) اور (الرُّقٰی) بھی ان کے قلمی شاہکار ہیں۔ جن کا ذکر زیر نظر کتاب کے عربی نسخہ کی پشت پر (موسسۃ الجریسی) نے اپنی منشورات کے ضمن میں کیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں ڈاکٹر موصوف نے تعویذ کی شرعی حیثیت کو اچھی طرح واضح کیا ہے اور کوڑیوں' موتیوں اور حیوانوں کی ہڈیوں نیز طلسماتی نقشوں اور غیر مفہوم (سمجھ میں نہ آنے والے) یا غیر شرعی الفاظ وغیرہ سے بنے ہوئے تعویذوں کو لٹکانے یا پہننے کا قرآن وسنت کے قوی دلائل کے ذریعہ شرک ہونا ثابت کیا ہے۔ البتہ قرآنی آیات اور ماثور دعاؤں پر مشتمل تعویذ لٹکانے کا ناجائز ہونا راجح قرار دیا ہے نیز زمانہ جاہلیت یعنی کفار و مشرکین کے یہاں استعمال کئے جانے والے تعویذوں کے چند نمونے بھی ذکر کئے ہیں جو آج کل مسلمانوں میں رائج تعویذوں اور ان کے اغراض و مقاصد کے بالکل مشابہ ہیں' اور اس بحث سے پہلے شرک کی تعریف اور اس کے انواع و اقسام کو قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے' جو عام کتابوں میں نہیں ملتے۔

بہر حال یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت مفید ہے' کتاب کی اس افادیت کو اردو داں طبقہ میں عام کرنے کے لئے ہم نے اس کا ترجمہ کر دیا ہے' اللہ تعالیٰ اس کام کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائے) آمین

اس کتاب میں وارد آیات کی ترقیم اور احادیث کی تخریج خود مولف کی کاوش ہے' ہم نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کرنے کے ساتھ بعض جگہوں پر کچھ توضیحی نوٹس حاشیہ میں دے دیئے ہیں۔ جس کی طرف (م م) سے اشارہ کر دیا ہے۔

آخر میں دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور اس کے مؤلف' مترجم اور مراجع نیز جن حضرات نے اس کتاب کی طباعت میں حصہ لیا ہے سب کے میزان حسنات میں اضافہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ

محمد اسماعیل محمد بشیر انصاری

۲۵/۱/۲۰۰۰م

مقدمہ

صرف اللہ پر بھروسہ وتوکل کیجئے

اس شخص کا ایمان ہی نہیں جو اللہ پر بھروسہ نہ کرے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۝﴾ (المائدہ : ۵/ ۲۳)

''اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم مؤمن ہو۔''

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝﴾ (الانفال : ۸/ ۲)

''سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل ایمان کے لئے شرط ہے۔''[1]

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اس بات کا دل سے یقین کرے کہ سارا حکم اللہ تعالیٰ ہی کا ہے' اللہ تعالیٰ جو چاہے وہی ہوگا اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوگا۔ وہی نفع ونقصان کا مالک ہے' وہی عطاء کرنے والا اور روکنے والا ہے۔ ساری حرکت وطاقت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

((يَا غُلَامُ اِنِّيْ مُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ

---

[1] قرۃ عیون الموحدین ص ۱۴۳۔

بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ لَمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ))[1]

''اے لڑکے!...... میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں (اسے یاد رکھنا) اللہ کو یاد رکھو وہ تمہاری حفاظت کرے گا' اللہ کو یاد رکھو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے' جب تم مانگو تو اللہ ہی سے مانگو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو' اور یہ یقین جانو کہ اگر پوری دنیا والے تمہیں نفع پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو تمہیں اتنا ہی نفع پہنچا سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے' اور اگر ساری دنیا والے تمہیں نقصان دینے پر تل جائیں تو اتنا ہی نقصان دے سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے' قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ اللہ پر بھروسہ ان بڑے اسباب میں سے ایک ہے جن سے منزل مقصود تک رسائی ممکن ہوتی ہے اور جن کے ذریعہ مصائب سے گلو خلاصی ملتی ہے۔ لہٰذا جس نے اسباب کا انکار کیا اس کا توکل صحیح نہیں رہا' لیکن کامل توکل علی اللہ یہ ہے کہ نہ تو اسباب پر کلی طور پر بھروسہ کیا جائے اور نہ دل کو ان سے وابستہ کر لیا جائے' بلکہ دل کا تعلق اللہ کے ساتھ اور جسم کا تعلق اسباب کے ساتھ قائم ہو۔

دراصل اسباب اللہ تعالیٰ کی حکمت' اس کی قدرت اور اس کی تدبیر کا مظہر ہیں' اور توکل اس کی ربوبیت اور قضاء وقدر سے وابستگی کا نام ہے۔ لہٰذا اسباب کی بندگی توکل کا پرتو ہے اور توکل عبودیت اور بندگی کا آئینہ دار ہونا چاہئے۔ لیکن جب توکل کمزور ہو جاتا ہے تو دل اسباب پر اعتماد کرنے لگتا ہے اور مسبب یعنی سبب بنانیوالے اللہ تعالیٰ سے

[1] مسند احمد ۱/ ۲۹۳۔ سنن ترمذی۔ کتاب صفة القيامة باب (۵۹) (حدیث: ۲۵۱۶)

غافل ہو جاتا ہے اور کبھی یہ غفلت اس درجہ بڑھ جاتی ہے کہ دل اسباب حقیقی کو چھوڑ کر موہوم اسباب پر توکل کر بیٹھتا ہے۔ یہی حال قدیم و جدید زمانے میں تعویذ والوں کا رہا ہے' اور جیسا کہ مشاہدہ گواہ ہے' کہ جادوگر' خرافاتی نظریات رکھنے والے' صوفی قسم کے لوگ اور دیسی علاج اور تعویذ بنانے والے مکار لوگوں کی وجہ سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں تعویذ کی وبا پھیل گئی ہے۔

لہٰذا اس صورت حال کے پیش نظر خیال ہوا کہ اپنی کم مائیگی کے باوجود اپنی بساط بھر اعتقاد صحیح یعنی اہلِ سنت و جماعت کے عقیدہ کی روشنی میں تعویذ کی حقیقت اور اس کا حکم بیان کرنے میں میں بھی حصہ لوں' چنانچہ میں نے اس بحث کو ایک تمہید' چار فصلوں اور ایک خاتمہ میں یوں تقسیم کیا ہے:

تمہید : .... تعویذ کی تعریف

پہلی فصل : .... تعویذ کی حرمت اور اس کے دلائل

دوسری فصل : ..... تعویذ لٹکانا شرکِ اکبر ہے یا شرکِ اصغر (یعنی تعویذ پہننا بڑا شرک ہے یا چھوٹا)

تیسری فصل : ..... قرآنی آیات ماثور دعاؤں کے تعویذ

چوتھی فصل : ...... زمانہ ماضی اور حاضر میں تعویذ کی حقیقت اور احوال

خاتمہ .... خلاصہ بحث

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

❀❀❀

---

[1] دیکھئے: تهذيب مدارج السالكين' تالیف عبد المنعم صالح علی عزی ص ۳۳۸۔

تعویذ کیا ہے؟

لسان العرب میں ہے کہ تمیم تعویذ کو کہتے ہیں' اس کی واحد تمیمہ ہے' ابو منصور کہتے ہیں کہ تمیمہ سے وہ ریچھے اور موتیاں مراد ہیں جنہیں تعویذ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ تمیمہ دو سیاہ و سفید نقطے والے دانے ہیں' جنہیں لڑی میں پرو کر گلے میں باندھا جاتا ہے۔

ابن جنی سے روایت ہے: اور کہا گیا ہے کہ تمیم اس مالا کو کہتے ہیں جس میں تسمہ اور منتر ہوتا ہے' ثعلب سے مروی ہے:

((تَمَّمْتُ الْمَوْلُوْدَ اَیْ عَلَّقْتُ عَلَیْهِ التَّمَائِمَ))

''میں نے بچے کو تمیمہ کیا' یعنی تعویذ اس کے گلے میں لٹکا دیا۔''

تمیمہ وہ تعویذ ہے جو انسان کے جسم پر لٹکایا جاتا ہے' ابن بری نے کہا کہ اس معنی میں سلمہ بن خرشب کا شعر ہے:

تُعَوَّذُ بِالرُّقٰی مِنْ غَیْرِ خَبْلٍ
وَتُعْقَدُ فِیْ قَلَائِدِهَا التَّمِیْمُ

''بغیر کسی جنون و آسیب کے بھی دعاؤں کا تعویذ بنایا جاتا ہے' اور اس کی مالا میں تمیمہ باندھا جاتا ہے۔''

ابو منصور کہتے ہیں: تمائم کی واحد تمیمہ ہے' اور تمیمہ ان دانوں کو کہتے ہیں جنہیں مالا بنا کر اہل عرب اپنے بچوں کے گلے میں لٹکاتے تھے۔ اس طرح اپنے گمان کے مطابق بری روح اور نظر بد سے ان کو بچاتے تھے۔ اسلام نے اسے باطل قرار دیا'

چنانچہ ہذلی نے اپنے اس شعر میں اسی چیز کو مراد لیا ہے:

وَاِذَا الْمَنِيَّةُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَهَا
اَلْفَيْتَ كُلَّ تَمِيْمَةٍ لَا تَنْفَعُ

"جب موت کے ناخن چبھ گئے (یعنی موت کا وقت آ گیا) تو میں نے ہر قسم کے تعویذ کو بے سود پایا۔"

دوسرا شاعر کہتا ہے:

اِذَا مَاتَ لَمْ تُفْلِحْ مُزَيْنَةُ بَعْدَهُ
فَنُوْطِيْ عَلَيْهِ يَامُزَيْنُ التَّمَائِمَا[1]

"جب وہ مر گیا تو اس کے بعد مزینہ کو کوئی چیز راس نہ آئی' بس اے مزینہ! تو اس پر تعویذیں لٹکا دے۔"

ابن حجر کہتے ہیں: تمائم' تمیمہ کی جمع ہے' اس سے مراد وہ دانے اور مالے ہیں جو گلے میں لٹکائے جاتے ہیں' اہل عرب زمانہ جاہلیت میں عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ تمام آفات کو دفع کرتے ہیں۔[2]

ابن الاثیر کہتے ہیں: تمائم تمیمہ کی جمع ہے' یہ ان موتیوں کو کہتے ہیں جنہیں اہل عرب اپنے بچوں پر لٹکاتے تھے' ان کے ذریعہ وہ اپنے گمان میں بچوں کو نظر بد سے بچاتے تھے' اسلام نے اسے باطل قرار دیا' اسی معنی میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے:

((مَا اُبَالِيْ مَا اَتَيْتُ اِنْ عَلَّقْتُ تَمِيْمَةً))

"میں کوئی پروا نہیں کروں گا کچھ بھی کروں اگر میں نے تعویذ لٹکایا۔"

دوسری حدیث ہے:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَهٗ))

"جس نے تعویذ لٹکایا اللہ اس کی مراد پوری نہ کرے۔"

---

[1] لسان العرب ۱۲/ ۷۰۔

[2] صحیح بخاری۔ فتح الباری کتاب الطب: باب الرقی بالقرآن والمعوذات حدیث ۵۷۳۰

گویا عرب کا عقیدہ تھا کہ یہ تعویذ مکمل دواء اور شفاء کا باعث ہیں' لہٰذا اسلام نے انہیں شرک قرار دیا' کیونکہ اہل عرب نے ان کے ذریعہ نوشتہ تقدیر کو دفع کرنا چاہا اور غیر اللہ سے مشکل کشائی طلب کی' حالانکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی مشکل کشا ہے۔[1]

تعویذ کیوں استعمال کیے جاتے ہیں؟

تعویذ کی ان لغوی تعریفات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تعویذ دو مقصد کے لئے استعمال ہوتے تھے:

① پہلا مقصد یہ ہوتا تھا کہ جس بیماری یا نظر بد کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا اس کے لگنے سے پہلے ہی اس کے شر کو روک دینا۔ یہ مقصد بچوں' گھوڑوں اور گھروں میں لٹکائے جانے والے تعویذوں سے ظاہر ہوتا ہے۔

② دوسرا مقصد یہ ہوتا تھا کہ جو بیماری یا نظر بد لگ چکی ہے اسے دور کرنا' یہ مقصد ان تعویذوں سے ظاہر ہوتا ہے جو درد' بدن کا سرخ پڑ جانا اور بخار وغیرہ کے بیماروں کو پہنائے جاتے تھے' جیسا کہ اس کی وضاحت آئندہ کی جائے گی' ان شاء اللہ۔

رہی تعویذ کی یہ تعریف کہ یہ سیاہ و سفید نقطے والے ریٹھے اور موتیاں ہیں' یہ تو تعریف از روئے مثال ہے' کیونکہ تعویذ صرف ریٹھوں اور موتیوں پر منحصر نہیں ہے' بلکہ اہل عرب ریٹھوں اور موتیوں کے علاوہ مختلف قسم کے تعویذ استعمال کرتے تھے' مثلاً: خرگوش کے ٹخنے بھی اپنے اوپر لٹکا لیا کرتے تھے کہ یہ نظر بد اور جادو سے روکتے ہیں۔[2]

ابن الاثیر کہتے ہیں: عرب عقیدہ رکھتے تھے کہ تانت کی مالا نظر بد کو دور کر دیتی ہے اور مکر و فریب کو بھی دفع کر دیتی ہے' تو انہیں اس سے منع کر دیا گیا۔ اسی معنی کی وہ حدیث ہے جس میں گھوڑوں کی گردنوں سے ان تانتوں کو کاٹ دینے کا حکم ہے جسے اہل عرب ان کی گردنوں میں اسی غرض سے پہناتے تھے۔[3]

---

[1] النھایہ ۱/ ۱۹۸

[2] زمانہ جاہلیت کے مختلف تعویذوں کے لئے دیکھئے "المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام" ص ۷۵۰ تا ۸۴۳

[3] النھایہ ۵/ ۱۴۹

اس تشریح سے واضح ہوتا ہے کہ جو چیزیں بھی ان دونوں مذکورہ مقاصد کے پیش نظر لٹکائی جائیں' خواہ وہ موتیاں ہوں' یا لکڑی' گھاس' کاغذ' یا دھات ہوں' اگر لٹکانے والے نے کسی نازل شدہ یا متوقع شر یا مصیبت کو دفع کرنے کی غرض سے کیا ہے تو وہ تعویذ ہیں' کیونکہ اعتبار' حقائق کا ہوتا ہے نہ کہ ناموں کا' جیسا کہ ہر وہ چیز جو عقل کو مخمور کر دے وہ خمر یعنی شراب ہے' خواہ وہ انگور سے تیار کی گئی ہو یا کسی اور چیز سے' یہی تعویذوں کا بھی حال ہے۔

تعویذ پہننا اور لٹکانا حرام کیوں ہے؟

1 پہلی قسم: قرآنی آیات سے استدلال

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○﴾ (الانعام: ۶/ ۱۷)

''اگر اللہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف پہنچائے تو اس کے سواء کوئی نہیں جو تم سے اس تکلیف کو دور کر سکے' اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اور اللہ رحمان ورحیم ہی فرماتا ہے:

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَاۗدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○﴾ (یونس: ۱۰/ ۱۰۷)

''اور اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے' اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں' وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے' اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

اللہ الرحمٰن ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

﴿ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ○

ثُمَّ إِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنكُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝﴾

(النحل: ۱۶/ ۵۳۔۵۴)

''تم کو جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے' پھر جب کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم لوگ خود اپنی فریادیں لے کر اسی کی طرف دوڑتے ہو' مگر جب اللہ اس وقت کو ٹال دیتا ہے تو یکا یک تم میں سے ایک گروہ اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو (اس مہربانی کے شکریہ میں) شریک کر لیتا ہے۔''

ان آیات کریمہ میں اس بات پر واضح دلالت و راہنمائی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی مشکل کشاء نہیں' اور اللہ ہی سے سارے بندے خیر کے اور مشکل کشائی کے طالب ہوتے ہیں' کیونکہ اسباب کے ذریعہ یا اسباب کے بغیر وہی اس پر قادر ہے۔

اسباب کی اقسام:

اسباب کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:

1. شرعی اسباب
2. فطری اسباب

(۱) شرعی اسباب وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ نص قرآنی یا حدیث نبوی شرعی حیثیت دی ہے' جیسا دعاء اور جائز جھاڑ پھونک' یہ شرعی اسباب ہیں جن کا اثر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے' خواہ بندہ خیر کا طالب ہو یا مشکل کشائی کا' پس ان اسباب کا اختیار کرنے والا ہوتا ہے دراصل اللہ ہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس نے اس کا حکم دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ چیزیں اسباب و ذرائع ہیں۔ اس صورت میں اعتماد اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے نہ کہ ان اسباب پر' اس لئے کہ اسی نے انہیں اسباب بنایا ہے اور وہ ان کو غیر مؤثر بنا دینے پر بھی قادر ہے' لہٰذا ان ذرائع و اسباب کو اختیار کرنے کی صورت میں ہر وقت اعتماد صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ہوتا ہے۔

(۲) فطری اسباب وہ ہیں جن کے ساتھ ان کی تاثیر کی ایسی واضح مناسبت ہو کہ لوگوں

میں ان کا ادراک حسی اور عقلی طور پر عام ہو' جیسے پانی پیاس بجھانے کا سبب ہے' اور کپڑا سردی سے بچنے کا سبب ہے' اسی طرح خاص مادوں سے بنی ہوئی دوائیں ان جراثیم پر اثر انداز ہوتی ہیں جو بیماری کا سبب بنتے ہیں' اور ان کے لئے سم قاتل (قتل کرنے والا زہر) بن جاتی ہیں۔ یہ فطری اسباب ہیں جن کو بروئے کار لانے کی اسلامی شریعت نے انسانوں کو ترغیب دلائی ہے۔ لہٰذا ان اسباب کا استعمال دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا ہے جس نے ان اسباب میں یہ متعین خواص ودیعت کیے ہیں اور وہ جب چاہے ان کو زائل کر دینے پر قادر ہے' جیسا کہ اس نے اس آگ سے جلانے کی خاصیت زائل کر دی جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھڑکائی گئی تھی۔

رہا ان تعویذوں کا مسئلہ جو موتیوں' دانوں اور گھونگھوں پر مشتمل ہوں' تو ان میں کسی قسم کی تاثیر کا کوئی تصور نہیں۔ چنانچہ آپ خود غور کریں کہ ریٹھوں اور موتیوں کا بیماری دور کرنے یا ٹالنے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے!!؟ یہ تو محض ایسے جمادات ہیں کہ جن کی کوئی تاثیر نہیں' اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے بیماریوں کے لئے انہیں شرعی سبب بنایا ہے' اور نہ محسوس طور پر انسان مصائب وخطرات کے لئے انہیں فطری اسباب و ذرائع جانتا اور مانتا ہے' لہٰذا ان پر اعتماد و بھروسہ کرنا مشرکوں کے اس اعتماد و بھروسہ کی طرح ہے جو وہ فوت شدہ بزرگوں اور بتوں پر کیا کرتے تھے' جو نہ سن سکتے تھے' نہ دیکھ سکتے تھے اور نہ ہی نفع ونقصان پہنچا سکتے تھے' اور وہ ان کے بارے میں یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ حصول خیر اور مشکل کشائی کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس واسطہ ہیں اور یہ بھی گمان کرتے تھے کہ ان فوت شدہ بزرگوں اور بتوں میں ایک خاص برکت ہے جسے وہ اپنے عبادت گزاروں کی طرف منتقل کرتے ہیں' اور جو ان کے مال و دولت میں اثر انداز ہوتی ہے۔

توکل علی اللہ اور ایمان کا رشتہ

تعویذ کی حرمت کے دلائل میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (المائدہ : ۵/ ۲۳)

''اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو۔''

شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: توکل علی اللہ کو ایمان کی شرط قرار دینا' یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ توکل نہ ہونے کی صورت میں ایمان بھی جاتا رہے گا۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝ ﴾ (یونس : ۱۰/ ۸۴)

''موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم واقعی اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو۔''

یعنی توکل علی اللہ کو اسلام کی دلیل قرار دیا ہے۔

اور فرمایا:

﴿ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ ﴾ (ابراھیم : ۱۴/ ۱۲)

''اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔''

اس آیت میں مومنوں کی باقی دوسری صفات کے بجائے صفت ایمان کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اللہ پر توکل کرنے کا تقاضا کرتا ہے' نیز توکل کی مضبوطی اور کمزوری ایمان کی مضبوطی اور کمزوری پر منحصر ہے' یعنی جس قدر بندے کا ایمان مضبوط ہوگا اسی قدر اس کا توکل علی اللہ بھی مضبوط ہوگا' اور جب ایمان کمزور ہوگا تو توکل علی اللہ بھی کمزور ہوگا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اگر بندے کا توکل علی اللہ کمزور ہے تو لازمی طور پر اس کا ایمان بھی کمزور ہے' اللہ تعالیٰ نے توکل اور عبادت کو' توکل اور ایمان کو' توکل اور تقویٰ (پرہیز گاری) کو' توکل اور اسلام کو' نیز توکل اور ہدایت کو ایک ساتھ جمع کیا ہے' جس سے ظاہر

ہوتا ہے کہ توکل ایمان اور احسان کے تمام درجات و مراتب کی اصل ہے' بلکہ اسلام کے تمام اعمال کی اصل ہے' نیز توکل کی حیثیت اسلام کے تمام اعمال میں ایسی ہی ہے جیسے جسم میں سر کی حیثیت ہے' لہٰذا جس طرح سر جسم کے بغیر نہیں رہ سکتا اسی طرح ایمان اور اصول ایمان توکل کے بغیر باقی نہیں رہ سکتے۔

توکل علی اللہ اور توحید

میں (یعنی شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب) کہتا ہوں کہ: آیت میں توکل علی اللہ کے عبادت ہونے کی دلیل ہے' اور اس کے فرض ہونے پر بھی دلیل ہے' اور جب بات ایسی ہے تو توکل کو غیر اللہ کی طرف پھیرنا شرک ہے...... شیخ الاسلام (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے فرمایا: کوئی کسی مخلوق کے پاس اپنی مراد لے کر آئے یا اس پر بھروسہ کرے تو اس کی مراد رائیگاں جائے گی' کیونکہ وہ شرک ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝﴾ (الحج: ۲۲/ ۳۱)

''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ (کسی دوسرے کو) شریک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر گیا' اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اس کو ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔''

میں (شیخ سلیمانؒ) کہتا ہوں کہ: غیر اللہ پر توکل کی دو قسمیں ہیں:

1. ایسے کاموں میں غیر اللہ پر توکل کرنا جس کی طاقت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے' جیسے وہ لوگ جو مدد' امان' شفاعت اور روزی وغیرہ جیسے مقاصد کی برآری کے لئے وفات یافتہ بزرگوں اور طاغوت پر بھروسہ کرتے ہیں' تو یہ شرک اکبر یعنی بڑا شرک ہے' کیونکہ اس قسم کے سارے کاموں پر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو قدرت و طاقت حاصل ہے' کسی اور کو نہیں۔
2. ظاہری اور رسمی اسباب کے پیش نظر کسی پر بھروسہ کرنا' جیسے وہ شخص جو حاکم اور

بادشاہ وغیرہ پر ان معاملات میں بھروسہ کرتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار دے دیا ہے' مثلاً: دادو دہش کرنا اور ظاہری خطرات کو روکنا وغیرہ' تو یہ شرک خفی یعنی پوشیدہ شرک ہے' اس کو یوں سمجھیں کہ ایک شخص نے کسی کو اپنا وکیل مقرر کیا' تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس پر اسی حد تک بھروسہ کرے جتنا اس کے مقدور میں ہو (یعنی اس کی قدرت واختیار اور طاقت میں ہو) مکمل بھروسہ کرنا صحیح نہیں' بلکہ کامل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کرے' کیونکہ جس کام کی وکالت سونپی ہے اس کو آسان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے' جیسا کہ شیخ الاسلام (ابن تیمیہ رحمہ اللہ) نے ثابت کیا ہے۔[1]

میں (ڈاکٹر علی بن نفیع العلیانی) کہتا ہوں کہ تمائم یعنی ریٹھوں' دانوں اور موتیوں وغیرہ کے تعویذ پر کامل اعتماد کرنا شرک کی پہلی قسم سے تعلق رکھتا ہے' یعنی مردوں اور ان کے ہم مثل مخلوق پر اعتماد و بھروسہ کرنے کی مانند ہے' جو نہ کسی چیز پر قدرت و طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ ظاہری اور فطری اسباب و وسائل ہیں' اس کی مزید وضاحت آخری بحث میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

۲ دوسری قسم: احادیث نبویہ سے استدلال

تعویذ کے حرام ہونے پر حدیث شریف میں ان گنت دلیلیں ہیں' جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

۱ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی رَجُلًا فِیْ یَدِہٖ حَلْقَۃٌ مِنْ صُفْرٍ فَقَالَ: مَا ھٰذِہٖ؟ قَالَ: مِنَ الْوَاھِنَۃِ[2] قَالَ اَنْزِعْھَا فَاِنَّھَا لَا تَزِیْدُكَ اِلَّا وَھْنًا فَاِنَّكَ لَوْ مُتَّ وَھِیَ عَلَیْكَ مَا اَفْلَحْتَ اَبَدًا))[3]

---

[1] تیسیرا العزیز الحمید ص ۱۹۷۔

[2] واہنہ: کندھوں اور ہاتھوں سمیت یا صرف ہاتھوں میں لگی ہوئی ریاح یا بیماری کو کہتے ہیں دیکھئے النہایہ ۵/ ۲۳۴

[3] مختصراً کتاب الطب حدیث ۷۵۰۲ کتاب الطب باب تعلیق التمائم میں صحیح ہا ←

”نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں تانبے کا چھلہ دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ آدمی نے جواب دیا: ریاح کی وجہ سے پہن رکھا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: اسے نکال دو کیونکہ یہ بیماری کو زیادہ ہی کرے گا' اور اگر تم اس حال میں مرگئے اور یہ تمہارے جسم پر باقی رہا تو کبھی کامیاب نہ ہو گے۔“

۲ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَه' وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَه'))[1]

جو تعویذ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جو گھونگا لٹکائے اللہ تعالیٰ اسے راحت وسکون عطاء نہ کرے۔

۳ سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے پاس دس آدمیوں پر مشتمل ایک جماعت آئی' جن میں سے نو آدمیوں سے آپ نے بیعت فرمالی اور ایک آدمی سے دست کش ہو گئے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نو آدمیوں سے بیعت لے لی اور ایک آدمی کو کیوں چھوڑ دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ عَلَيْهِ تَمِيمَةً))

”اس لیے کہ اس کے جسم پر تعویذ ہے۔“

اس شخص نے اپنا ہاتھ اندر داخل کرکے تعویذ کو کاٹ دیا پھر آپ نے اس سے

← ہے' ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے' سنن ابن ماجه كتاب الطب۔ باب تعليق التمائم حديث ۳۵۳۱ دوسری نے ”النہج“ ص ۵۵ میں مبارک بن فضالہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔

[1] مسند احمد ۴/ ۱۵۴ (حدیث ۱۷۰۹) وابو يعلى حديث ۱۷۵۹۔ الحاكم كتاب الطب ۴/ ۲۱۶ حدیث ۷۵۰۱ میں صحیح کہا ہے' ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے' اور دوسری نے ”النہج“ ص ۵۶ میں ضعیف کہا ہے' لیکن منذری نے ترغیب ۴/۱۳۳ (حدیث نمبر ۵۰۶۴) میں اس کی سند کو جید کہا ہے۔

بیعت لے لی اور فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ))[1]

''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

◆ ۴ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بیمار آدمی کے پاس گئے' اس کے بازو میں پٹہ دیکھا تو اسے کاٹ دیا یا اتار کر پھینک دیا اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ ﴾ (یوسف : ۱۲/ ۱۰۶)

''ان میں سے اکثر لوگ تو اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح سے کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر ۴/ ۳۴۲)

یہ اثر دلالت کرتا ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ تعویذ لٹکانے کو شرک سمجھتے تھے' اور ظاہر ہے یہ بات انہوں نے اپنی طرف سے نہیں کہی ہوگی۔

◆ ۵ سیدنا عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے (عبداللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ اور لوگ سو رہے تھے)[2]

تو آپ نے قاصد بھیج کر لوگوں کو حکم فرمایا:

((لَاتُبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ اَوْ قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ))

''کسی اونٹ کی گردن میں تانت کی مالا یا کوئی بھی مالا ہرگز باقی نہ رہے' بلکہ کاٹ دی جائے۔''

---

[1] مسند احمد ۴/ ۱۵۶ حدیث ۱۷۵۵۸ واخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۷/ ۳۱۹ الحاکم کتاب الطب ۴/ ۲۱۹ حدیث ۷۵۱۳ میں اور البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ صحیحہ حدیث نمبر ۴۹۲ میں صحیح کہا ہے' اور دوسری نے ''النہج'' میں ص ۵۷ میں حسن کہا ہے' منذری نے ترغیب ۴/ ۱۳۳ (حدیث ۵۰۶۴) میں اور ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں کہا ہے کہ احمد کے رواۃ ثقہ ہیں۔

[2] عبداللہ سے مراد عبداللہ بن ابی بکر ہیں جنہوں نے اس حدیث کو عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔
مسلم کتاب اللباس باب کراهية قلادة الوتر فی رقبة البعیر حدیث ۲۱۱۵۔ ۲۱۱

نظر بد اور تعویذ کا استعمال

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن الجوزی رحمہ اللہ نے کہا کہ تانت کے معنی میں تین اقوال ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ عرب اپنے عقیدے کے مطابق اونٹ کی گردن میں مضبوط تانت کی مالا نظر بد سے بچنے کے لئے ڈال دیتے تھے، تو انہیں اس بات سے آگاہ کرنے کے لئے اسے کاٹ دینے کا حکم دیا گیا، کہ یہ تانت اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو ٹال نہیں سکتے، یہ قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے۔

میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ ان کا یہ قول حدیث کے ساتھ ان کی مؤطا میں موجود ہے۔[۱]

اور مسلم وابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ امام مالکؒ نے کہا:

((أَرٰى ذٰلِكَ مِنْ أَجْلِ الْعَيْنِ))

"میرا خیال ہے کہ تانت کی مالا نظر بد کی وجہ سے تھی۔"[۲]

◆ سیدنا ابو وہب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوا بِنَوَاصِيهَا وَأَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوهَا، وَلَا تُقَلِّدُوهَا الْأَوْتَارَ))[۳]

"گھوڑوں کو باندھ دیا کرو، ان کی پیشانیوں اور پچھلے حصے پر ہاتھ پھیر دیا کرو، اور ان کو پٹہ پہنا دیا کرو، لیکن تانت کا پٹہ نہ پہناؤ......"

◆ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عبداللہ

---

[۱] صحیح بخاری مع فتح الباری ۶/ ۱۴۱۔ صحیح بخاری۔ کتاب الجهاد: باب ما قیل فی الجرس ونحوه فی اعناق الابل حدیث ۳۰۰۵

[۲] تانت کاٹنے کے حکم کی علت کی طرف اشارہ ہے، یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک کو کہتے ہوئے سنا: میرا خیال ہے کہ یہ نظر بد کی وجہ سے ہے۔ موطا امام مالك۔ کتاب صفة النبی ﷺ: باب ما جاء فی نزع المعالیق والجرس من العنق (حدیث ۳۹۔ ۱۸۰۸)

[۳] سنن النسائی۔ باب ما یستحب من شیة الخیل حدیث ۳۵۶۵ و ابن ابی حاتمؒ، دوسری نے عروہ بن زبیر کے حذیفہ سے عدم سماع کی وجہ سے ضعیف کہا ہے (دیکھئے: الفتح ص ۵۷)

جب گھر آتے تو دروازہ پر پہنچ کر کھنکھارتے اور تھوکتے تاکہ اچانک ہم میں کوئی ایسی چیز نہ دیکھ لیں جو انہیں ناپسند ہو' کہتی ہیں کہ ایک دن وہ آئے اور حسب عادت کھنکھارا' اس وقت میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی' جو مجھے حمرہ[1] کی وجہ سے جھاڑ پھونک کر رہی تھی' میں نے اس عورت کو چارپائی کے نیچے چھپا دیا' عبداللہ میرے پاس آئے اور میرے بغل میں بیٹھ گئے' انہوں نے میرے گلے میں ایک دھاگا دیکھا تو پوچھا: ''یہ کیسا دھاگا ہے؟'' میں نے کہا: یہ دھاگا ہے جس میں میرے لئے دم کیا گیا ہے۔'' وہ کہتی ہیں: یہ سن کر عبداللہؓ نے اسے پکڑ کر کاٹ دیا اور کہا: ''بیشک عبداللہ کا خاندان شرک سے بے نیاز ہے'' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے:

((اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ)) [2]

''جھاڑ پھونک' تعویذ اور محبت کا منتر یہ سب شرک ہیں۔''

◆ عیسیٰ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن عکیم کے پاس عیادت کے لئے گئے' وہ بیمار تھے' ان سے کہا گیا کہ اگر آپ کوئی چیز پہن لیں (تو شاید عافیت ہو جائے) تو انہوں نے کہا: ''میں کوئی چیز پہنوں!!؟ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ اِلَيْهِ)) [3]

''جس نے کوئی چیز لٹکائی وہ اسی کے سپرد کر دیا گیا۔''

---

[1] حمرہ یعنی سرخ رنگ' اس سے مراد ایک قسم کی وبائی بیماری ہے' جس کی وجہ سے بخار آجاتا ہے اور بدن پر سرخ دانے پڑ جاتے ہیں۔ دیکھئے: مصباح اللغات ص ۱۷۵ (م م)

[2] مسند احمد ۱/ ۳۸۱ حاکم کتاب الطب ۴/ ۲۱۷ حدیث ۷۵۰۵ میں صحیح کہا ہے' اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے' اور سنن ابن ماجہ کتاب الطب: باب تعلیق التمائم حدث ۳۵۳۰ سنن ابی داؤد۔ کتاب الطب: باب فی تعلیق التمائم حدیث ۳۸۸۳ (۳۵۳۰) اور البانی ؒ نے صحیح ابن ماجہ ۲/ ۲۶۹ میں صحیح کہا ہے۔

[3] مسند احمد ۴/ ۳۱۱' الحاکم کتاب الطب حدیث ۷۵۰۳' ترمذی اور البانی ؒ نے سنن ترمذی۔ کتاب الطب: باب ما جاء فی کراھیة التعلیق حدیث ۲۰۷۲ اسنادہ ضعیف بتحقیق انظر سنن اربعہ زبیر علیزئی حزرو میں حسن کہا ہے۔

۹ سیدنا رویفع بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِيْ فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا أَوِ اسْتَنْجٰى بِرَجِيْعِ دَابَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا بَرِيْءٌ مِنْهُ))[1]

''اے رویفع!...... شاید میرے بعد تمہاری زندگی لمبی ہو تو تم لوگوں کو بتا دینا کہ جس نے اپنی داڑھی میں گرہ لگائی' یا تانت کا پٹہ پہنا' یا جانوروں کے گوبر یا ہڈی سے استنجا کیا تو محمد (ﷺ) اس سے بری ہیں۔''

یہ تمام احادیث بشکل مجموعی قطعی طور پر تعویذ لٹکانے کی حرمت اور اس کے شرک ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اور ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو اور توحید کی مخالف اور اس کو داغدار کرنے والی باتوں کو تمام مخلوق سے زیادہ جانتے ہیں۔

سیدہ عائشہؓ کے اثر سے غلط فہمی کا شکار نہ ہوں

رہا وہ اثر جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

((اَلتَّمَائِمُ مَا عُلِّقَ قَبْلَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ وَأَمَّا مَا عُلِّقَ بَعْدَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ فَلَيْسَ بِتَمِيْمَةٍ))[2]

''تعویذ وہ ہیں جو مصیبت آنے سے پہلے لٹکائے جائیں اور جو تعویذ مصیبت آ جانے کے بعد لٹکایا جائے وہ تعویذ نہیں ہے۔''

تو اس اثر کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے وہ تعویذ مراد لیتی ہیں

[1] مسند احمد ۴/ ۱۰۸' سنن نسائی۔ کتاب الزینۃ۔ باب عقد اللحیۃ حدیث ۵۰۶۷ اور البانی رحمہ اللہ نے سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ: باب ما ینھی عنہ ان یستنجی بہ حدیث ۳۶ میں صحیح کہا ہے۔

[2] دیکھئے: بیہقی ۹/ ۱۳۵۰ اور مستدرک حاکم ۴/ ۲۱۷۔

جو قرآن سے ہوں' کیونکہ بعض اسلاف قرآن کا تعویذ لٹکانا جائز کہتے ہیں' جیسا کہ آگے اس کی بحث آئے گی۔ ان شاء اللہ

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیماری کے بعد قرآن کا تعویذ لٹکانا جائز کہتی تھیں نہ کہ پہلے۔

نیز علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ بیماری لگ جانے سے پہلے جھاڑ پھونک اور داغنے وغیرہ کے علاج کا استعمال اللہ تعالیٰ پر توکل کامل کے منافی ہے' ان علماء کرام نے اس حدیث کا یہی معنی مراد لیا ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ستر ہزار آدمی جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہوں گے' جو نہ بدشگونی لیں گے' نہ داغنے سے علاج کریں گے اور نہ جھاڑ پھونک کرائیں گے' بلکہ اپنے رب پر کامل بھروسہ کریں گے''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ داؤدی اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اس حدیث سے وہ لوگ مراد ہیں جو حالت صحت وتندرستی میں بیماری لگنے کے خوف سے ایسا نہیں کرتے' البتہ جو لوگ بیماری لگنے کے بعد دواء وعلاج کریں وہ لوگ مراد نہیں ہیں' اور یہی علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی پسند ہے۔[1]

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تمائم (تعویذوں) کو بشکل عام مراد نہیں لے رہی ہیں' کیونکہ ریٹھوں' موتیوں' کوڑیوں اور گھونگھوں وغیرہ کے تعویذ لٹکانا خواہ بیماری سے پہلے ہو یا بیماری کے بعد' سب کا ایک ہی حکم ہے' یعنی وہ شرک ہیں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوشیدہ نہیں۔

❀❀❀

---

[1] فتح الباری ۱۰/ ۱۶۹۔

تعویذ لٹکانا شرکِ اکبر ہے یا شرکِ اصغر؟

قبل اس کے کہ یہ بیان کروں کہ تعویذ لٹکانا شرکِ اکبر ہے یا شرکِ اصغر' مناسب سمجھتا ہوں کہ شرک کی حقیقت مختصر مگر جامع طور پر بیان کر دوں' چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عرض ہے:

اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نظیر و ہمسر بنا لئے جسے پکارے یا اس سے امید رکھے' یا اس سے ڈرے' یا اس پر بھروسہ کرے' یا اس سے شفاعت طلب کرے' یا اس سے استغاثہ کرے' یا اس سے ان معاملات میں مدد طلب کرے جن پر صرف اللہ تعالیٰ کو قدرت حاصل ہے' یا اس سے فیصلہ مانگے' پھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کرے' یا اس سے قانون سازی میں مدد لے' یا اس کے لئے جانور ذبح کرے' یا اس کے لیے نذر مانے' یا اس سے اللہ تعالیٰ جیسی محبت کرے' کیونکہ ہر قول یا عمل یا عقیدہ جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے خواہ وہ امر واجب ہو یا مستحب اس امر کو غیر اللہ کی طرف پھیرنا شرک ہے' امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں' جس کا خلاصہ یہ ہے:

اللہ عز وجل نے رسول بھیجے' کتابیں نازل فرمائیں اور آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تا کہ اسے پہچانا جائے' اس کی عبادت کی جائے' اس کی توحید کا اقرار کیا جائے اور پورا دین اسی کا ہو' اطاعت اسی کی ہو' دعاء اور پکار اسی کی ہو۔

شرک کی اقسام اور ان کی تفصیل

شرک دو طرح کا ہے: ایک شرک وہ ہے جو معبود کی ذات' اس کے ناموں' اس کی

صفات اور اس کے کاموں سے تعلق رکھتا ہے۔

دوسرا وہ ہے جو معبود کی عبادت و معاملات میں ہوتا ہے' اس سے کوئی سروکار نہیں کہ مؤخر الذکر شرک کا مرتکب یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات' اس کے ناموں' صفتوں اور اس کے کاموں میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

پہلے شرک کی دو قسمیں ہیں: ایک شرک تعطیل' یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں اور صفتوں کا انکار کر دینا' یہ سب سے بدترین شرک ہے' جیسے فرعون کا شرک تھا' اس قسم کی بھی تین قسمیں ہیں:

① چیزوں کو اس کے بنانے والے اور ایجاد کرنے والے سے بے تعلق کر دینا۔

② کائنات کے بنانے والے باری تعالیٰ کو اس کے ناموں' صفتوں اور کاموں سے بے تعلق کر کے اس کے کمال تقدس کا انکار کر دینا۔

③ اللہ تعالیٰ کے معاملہ یعنی حقیقت توحید کو جو کہ بندوں پر واجب ہے بندوں سے بے تعلق کر دینا۔

شرک کی دوسری قسم ان لوگوں کا شرک ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک دوسرا معبود بنا لیا' کیونکہ شرک کا معنی ہے کہ کسی مخلوق کا خالق کے مشابہ ہونے کا دعویٰ کرنا اور مخلوق کو خالق کے ساتھ تشبیہ دینا' مشرک مخلوق کو خالق کی خصوصیت میں خالق کے مشابہ بنا دیتے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ نفع نقصان اور دینے نہ دینے کا تنہا مالک ہے' جس سے لازم آتا ہے کہ دعاء اور خوف' امید اور بھروسہ بھی صرف اسی پر ہو' لہٰذا جس کسی نے ان چیزوں کو مخلوق سے وابستہ کیا اس نے مخلوق کو خالق کے مشابہ بنا دیا' اور عاجز اور فقیر بالذات مخلوق کو قادر مطلق اور غنی بالذات خالق کے مشابہ کر دینا سب سے بڑی تشبیہ ہے۔

رہا وہ بندہ مخلوق جس نے خود کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر و مشابہ سمجھا' اگر اس نے ایسا اپنی عظمت اور تکبر کے اظہار کے لئے کیا اور لوگوں کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ اس کی مدح

سرائی کریں اس کی عظمت کے گن گائیں اس کے سامنے سرنگوں رہیں اور اس سے امیدیں وابستہ کریں نیز یہ بھی دعوت دی کہ کوئی بھی مقام ہو خوف ہو امید ہو تلاش پناہ ہو یا طلب مدد ہو اسی سے لو لگائیں تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہت کا دعوی کیا اور اس کی ربوبیت والوہیت میں اس کے مشابہ بن گیا۔

اللہ تعالیٰ سے بدگمانی کا رویہ رکھنا شرک ہے

شرک کا ابتدائی مرحلہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی ہے چنانچہ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ بنانا اللہ تعالیٰ کے حق ربوبیت و الوہیت اور حق وحدانیت کو کم کرنے کے مترادف ہے اور اس کی شان بے نیازی میں بدگمانی کی علامت ہے لہٰذا یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے ایسا کام مشروع قرار دے جو اس کی شان بے نیازی میں توہین کا باعث ہو اور عقلی و فطری طور پر بھی اس کا جواز ناممکن ہو اور فطرت سلیمہ کا ناگوار سمجھنا اس چیز کا سب سے بڑا عیب ہے۔[1]

شیخ مبارک بن محمد المیلی فرماتے ہیں کہ سورہ سباء کی آیت مبارکہ شرک کی تمام قسموں کو شامل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ○ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ○﴾ (سبا: ۳۴/ ۲۲-۲۳)

"اے نبی ! ان مشرکوں سے کہو کہ پکارو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے شفاعت کی اجازت

---

[1] الجواب الکافی ص ۱۱۳ تا ۱۲۱ سے تصرف کے ساتھ ماخوذ ہے۔

دی ہو۔"

اس آیت نے شرک کو چار قسموں میں تقسیم کر دیا ہے اور چاروں کی نفی بھی کر دی ہے' ہم ہر ایک کو ایک جداگانہ نام سے موسوم کرتے ہیں:

❶ شرک اختیار

(اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر اللہ کو بھی کسی چیز کا تنہا مالک سمجھنا)

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی نفی کی ہے کہ غیر اللہ بھی کسی چیز کا مستقل مالک ہو' خواہ عالم علوی (آسمان) یا عالم سفلی (زمین) کی ذرہ برابر کی کوئی ادنیٰ سی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ (چنانچہ فرمایا: وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں)

❷ شرک شیاع

حصہ داری کا شرک (یعنی اللہ تعالیٰ اور غیر اللہ میں حصہ داری کا تصور رکھنا)

اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ غیر اللہ کے لئے کسی بھی طرح کی حصہ داری کی نفی کر دی ہے' کون و مکان کے اندر حصہ داری ہو یا جاہ و مرتبہ کے اندر (چنانچہ فرمایا: وہ آسمانوں اور زمین کی ملکیت میں اس کے شریک بھی نہیں ہیں)

❸ شرک اعانت

مدد کرنے میں اللہ کا شریک بنانا' یعنی ملکیت میں اللہ تعالیٰ کا شریک اور ساجھی دار نہ سہی پھر بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی معین و مددگار رہے' جیسے کوئی انسان کسی کی سامان اٹھانے میں مدد کرتا ہے' اس شرک کی بھی نفی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کر دی ہے (چنانچہ فرمایا: ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار بھی نہیں)

❹ شرک شفاعت

سفارش میں اللہ کا شریک ٹھہرانا (یعنی کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے جاہ و

جلال کے سبب کسی کو سفارش سے گلو خلاصی دلا دے) تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی نفی کر دی ہے کہ کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے جاہ و جلال کے حوالہ سے اپنی سفارش کے ذریعہ کسی گنہگار کو نجات دلا سکے (چنانچہ فرمایا: اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہوسکتی)

یعنی اللہ سب سے ادنی اور مخفی شرک بھی قبول کرنے کو تیار نہیں' اور وہ ہے سلامتی اور نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کے جاہ و جلال میں دوسرے کے جاہ و جلال کو شریک کرنا' ہاں اگر شفاعت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو اور اس شخص کی بھی تعین کر دی گئی ہو جس کے لئے سفارش کرنی ہے تو ایسی سفارش میں شرک کا شائبہ نہیں ہے' کیونکہ سفارش بھی نفع کی دوسری صورتوں کی طرح اللہ تعالیٰ ہی کی خاص ملکیت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا ہے کہ: سورہ سبا کی مذکورہ بالا آیت سے شرک کی کوئی قسم بھی خارج نہیں' کیونکہ شریک یا تو ملکیت میں شریک ہوگا یا تو تصرف میں۔ پہلی صورت میں یا تو وہ اپنے حصہ کا تنہا مالک ہوگا یا اس حصہ میں دونوں حصہ دار برابر کے شریک ہوں گے' اور دوسری صورت میں شریک یا تو خود مالک کی مدد کرے گا یا مالک کے پاس کسی غیر کی مدد کرے گا' اور یہ چاروں قسمیں ترتیب وار اس آیت میں موجود ہیں' آیت میں ان چاروں قسموں کے ظاہر و باہر ہونے کے باوجود میرا خیال ہے کہ کسی نے ایسی توضیح نہیں کی ہے جس طرح میں نے کی ہے۔[1]

مشرکوں کی امیدیں غیر اللہ سے مکڑی کے کمزور گھر کی مانند ہیں

میں (ڈاکٹر علی بن نفیع علیانی) کہتا ہوں: بلکہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اسی انداز سے اس آیت کی توضیح کی ہے' چنانچہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے ان تمام اسباب کو بالکل کاٹ دیا ہے جن پر تمام مشرکوں کو تکیہ تھا' چنانچہ غور و فکر کرنے والے کو اس کا علم ہو جائے گا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اپنا

[1] الشرك و مظاهره للميلي ٦٦۔

کارساز یا سفارشی بنایا اس کی مثال مکڑی کی ہے جس نے ایک گھر بنایا' اور سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۝ ﴾ (سبا : ۳۴/ ۲۲ ـ ۲۳)

"اے نبی! ان مشرکوں سے کہو کہ پکارو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو' وہ نہ آسمان میں ذرہ برابر کسی چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں' وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں' ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لئے نافع نہیں ہوسکتی' بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے شفاعت کی اجازت دی ہو۔"

(ابن قیمؒ) فرماتے ہیں: مشرک دراصل کسی کو اپنا معبود اس عقیدہ کی بنا پر بناتا ہے کہ اس کے ذریعہ اسے نفع حاصل ہوگا' حالانکہ نفع صرف اس ذات سے حاصل ہوسکتا ہے جس کے اندر ان چار خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت ہو' یا تو وہ ذات اس نفع کی مالک ہو جو اس کا مرید چاہتا ہے' اور اگر اس نفع کی مالک نہ ہو تو کم از کم مالک کی شریک ہو' اور اگر مالک کی شریک بھی نہ ہو تو اس کی معاون و مددگار ہو' اور اگر معاون و مددگار بھی نہ ہو تو اس کے پاس سفارش کا حق رکھتی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اوپر سے نیچے تک ان چاروں مراتب کی ترتیب وار نفی کر دی ہے' چنانچہ سب سے پہلے ملکیت کی نفی کی' پھر ساجھی داری کی' پھر امداد و تعاون کی اور سب سے آخر میں شفاعت کی نفی کی' جس کا مشرک گمان کرتے ہیں۔ البتہ ایک ایسی سفارش کو ثابت کیا ہے جس میں مشرکوں کا کوئی حصہ نہیں[1] اور وہ ہے اللہ

[1] جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء میں فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ (۴/ ۴۸) بیشک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ جب شرک معاف ہی نہیں ہوگا تو مشرک کے لئے شفاعت کی اجازت کا سوال ہی نہیں رہا' نیز صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ←

تعالیٰ کی اجازت سے سفارش کرنا۔[۱]

غالباً شیخ میلی رحمۃ اللہ کو علامہ ابن قیمؒ کے اس کلام کا علم نہیں ہو سکا' اور انہوں نے بھی تقریباً وہی کہا جو علامہ ابن قیمؒ نے کہا تھا' اہل علم کی یوں متشابہ باتوں کو ''توارد خاطر'' کہا جاتا ہے۔ بہرحال شرک کی جس تقسیم کی طرف دونوں بزرگوں نے اشارہ کیا ہے وہ اس آیت کریمہ سے ظاہر و باہر ہے۔

انسانی زندگی میں پائے جانے والے شرک کی چھ اقسام

ابو البقا کفوی نے اپنی کتاب ''کلیات'' میں شرک کی چھ قسمیں بتاتے ہوئے کہا کہ شرک کی کئی قسمیں ہیں:

① **شرک استقلال:** یعنی دو مستقل ساجھی دار ماننا' جیسے مجوسیوں کا شرک ہے۔[۲]

② **شرک تبعیض:** یعنی اللہ تعالیٰ کو چند خداؤں کا مجموعہ سمجھنا' جیسے نصاریٰ کا شرک ہے۔[۳]

③ **شرک تقریب:** یعنی غیر اللہ کی عبادت اس لئے کرنا کہ وہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے

← ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعاء ہے اور ہر نبی اپنی اپنی دعائیں مانگ چکے اور میں نے اپنی دعاء قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے بچا رکھی ہے' جو اس شخص کو حاصل ہوگی جو اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب اختباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوۃ الشفاعۃ لامتہ حدیث ۱۹۹/ ۳۳۸

[۱] مدارج السالکین ۱/ ۳۴۳۔

[۲] مجوسی یعنی آگ کی پوجا کرنے والی قوم' اس قوم کا عقیدہ ہے کہ خدا دو ہیں' ایک ''نور'' یعنی روشنی اور دوسرا ''ظلمت'' یعنی تاریکی' بھلائی کا پیدا کرنے والا نور ہے اور برائی کا پیدا کرنے والا ظلمت ہے۔ دیکھئے الکواشف الجلیۃ عن معانی الواسطیہ ص ۶۴۴' نیز تفسیر کی کتابوں میں سورہ حج آیت نمبر ۱۷ (م م)

[۳] نصاریٰ عیسی علیہ السلام کے پیروکار ہیں' یہ لوگ باپ (یعنی اللہ تعالیٰ) بیٹا (یعنی عیسی علیہ السلام) اور روح القدس (یعنی مریم علیہا السلام) کے مجموعہ کو خدا مانتے ہیں۔ دیکھئے تفسیر قرطبی ۲۳/۶ سورہ نساء آیت ۱۷۱' اور ۲۴۹/۶' ۲۵۰ سورہ مائدہ آیت ۷۳ اور دوسری تفسیریں (م م)

قریب کر دے گا' جیسے زمانہ جاہلیت کے کافروں کا شرک تھا۔[۱]

④ شرک تقلید: یعنی غیر اللہ کی عبادت دوسروں کی پیروی میں کرنا' جیسے بعد میں آنے والے اہل جاہلیت کا شرک ہے۔[۲]

⑤ شرک اسباب: یعنی فطری اسباب کو مؤثر قرار دینا' جیسے فلاسفہ' ماہر طبعیات اور ان کے پیروکاروں کا شرک۔[۳]

---

۱ چنانچہ ان کا شرکیہ عقیدہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:
﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ○﴾ (الزمر: ۳۹/ ۳)
"رہے وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو سرپرست رکھتے ہیں (وہ اپنے اس فعل کی توجیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ) ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ تک ہماری رسائی کرا دیں" (م م)

۲ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (التوبہ: ۳۱) انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب مان لیا ہے' اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی' حالانکہ ایک کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا' اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں' پاک ہے وہ ذات ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جو پہلے عیسائی تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے مذکورہ آیت پڑھی تو انہوں نے کہا کہ وہ یعنی نصاریٰ اپنے علماء و مشائخ کی عبادت تو نہیں کرتے' آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے ہیں جب کہ لوگ (ٹوکنے کی بجائے) ان کی اتباع کرتے ہیں' تو یہ ان کی عبادت ہے' اس حدیث کو امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے حسن کہا ہے' نیز عبد ابن حمید' ابن ابی حاتم اور طبرانی نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے' (دیکھئے: فتح المجید' ص ۱۱۰' اور تفسیر کی کتابیں) اس آیت اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بغیر جو لوگ انسانی زندگی کے لئے جائز و ناجائز کے حدود مقرر کرتے ہیں وہ دراصل بزعم خویش اللہ کے مقام پر ہوتے ہیں اور جو لوگ ان کے اس حق شریعت سازی و قانون سازی کو تسلیم کرتے ہیں وہ انہیں اللہ بناتے ہیں' (ماخوذ از فتح المجید اور تفسیر کی کتابیں) (م م)

۳ یہ گروہ خالق مختار کا منکر ہے' گردش زمانہ کو خالق مانتا ہے یعنی کائنات کی گردش سے طبیعتوں کا آپس میں امتزاج ہوتا ہے جس سے اشیاء کا وجود ہوتا ہے' چنانچہ یہ امتزاج جب ایک خاص شکل کا وجود پذیر ہوتا ہے تو کوئی چیز پیدا ہو جاتی ہے' اور یہی امتزاج جب اس کے برعکس ہوتا ہے تو کوئی چیز مر جاتی ہے یا ←

⑥ شرک اغراض: غیر اللہ (یعنی دنیاوی اغراض و مقاصد) کے لئے عمل کرنا۔[1]

شرک کی مزید مہلک اقسام

میں کہتا ہوں کہ شرک کی چند اور قسمیں ہیں جنہیں کفوی صاحب نے مستقل طور پر ذکر نہیں کیا' لیکن مذکورہ اقسام کے اندر ضمناً ان کا ذکر ہے' مثلاً: شرک اطاعت و اتباع' جیسے یہود و نصاری کا شرک جو حلال و حرام کا حکم اپنے راہبوں سے اخذ کیا کرتے تھے' محرمات کو حلال کرنے کا شرک' دین سے روگردانی کرنے کا شرک' تکبر و استہزا اور دین الٰہی کی تنقیص کرنے کا شرک' نافرمانی کا شرک' شرک نفاق اور شرک محبت' یہ تمام قسمیں شہوات و خواہشات اور نفس و شیطان کی عبادت میں داخل ہیں' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُۥ هَوَىٰهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِۦ وَقَلْبِهِۦ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِۦ غِشَٰوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِنۢ بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴾ (الجاثیه : ۴۵/ ۲۳)

''کیا تم نے کبھی اس شخص پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا معبود

← فنا ہو جاتی ہے' یعنی پیدا کرنے والی اور مارنے والی' کائنات کی گردش ہے' کسی خالق مختار کی ضرورت نہیں ہے۔ (دیکھئے: امام رازی کی تفسیر کبیر' سورہ جاثیہ آیت: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾

[1] دنیاوی اغراض و مقاصد اگر صرف ریاکاری' شہرت اور نام و نمود ہو تو اس کے شرک ہونے کا ثبوت اس حدیث میں موجود ہے ((مَنْ صَلّٰى يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ' وَمَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ)) ''جس نے دکھانے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا' جس نے دکھانے کے لئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھانے کے لئے صدقہ کیا اس نے شرک کیا (رواہ مسند احمد ۴/ ۱۲۶ حدیث ۱۷۱۴۰)

اور اگر مال و دولت اور جاہ و منصب وغیرہ حاصل کرنا مقصود ہو تو اس کا شرک ہونا اس حدیث سے واضح ہے۔

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَتَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيصَةِ' وَتَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيلَةِ' إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ' وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ))

''ہلاک ہو گیا دینار کا بندہ' ہلاک ہو گیا درہم کا بندہ' ہلاک ہو گیا اونی چادر کا بندہ اور ہلاک ہو گیا مخملی چادر کا بندہ' اگر اسے دیا گیا تو خوش ہوا اور اگر نہیں دیا گیا تو ناراض ہو گیا (بخاری۔ کتاب الجهاد' الحراسة فی الغزو فی سبیل اللہ الطیالسی ۱۱۲۰ حدیث ۲۸۸۷)

بنا لیا' اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا' اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی' اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا؟ اللہ کے بعد کون ہے جو اسے ہدایت دے؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے؟"

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ ﴾ (یس : ۳۶/ ۶۰)

"اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرنا' بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے؟"

تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے اس لئے اس موضوع کو مفصل بیان کرنے سے گریز کرتا ہوں۔ بنیادی طور پر شرک کی دو قسمیں ہیں: ① شرک اکبر ② اور شرک اصغر (یعنی بڑا شرک اور چھوٹا شرک) اور ان دونوں کے درمیان دنیاوی اور اخروی لحاظ سے فرق ہے۔ چنانچہ دنیا میں شرک اکبر کے مرتکب پر مرتد کی حد قائم کی جائے گی۔ نیز معاملات و تصرفات میں اس پر مرتد کے احکام نافذ ہوں گے' جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ اس کے تمام نیک اعمال باطل ہو جائیں گے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ ﴾ (الفرقان : ۲۵/ ۲۳)

"اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے اسے لے کر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔"

لیکن آخرت میں اس کی پاداش و نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ ۝ ﴾

(النسآء : ۴/ ۴۸)

"اللہ تعالیٰ بس شرک کو معاف نہیں کرتا' اس کے سوا دوسرے (تمام) گناہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔"

کیسے پتہ چلے گا کہ تعویذ لٹکانا اب شرک اکبر ہے یا اصغر؟

رہا شرک اصغر (یعنی چھوٹا شرک) تو اس کا معاملہ شرک اکبر سے مختلف ہے' اگر چہ یہ بھی خطرناک ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام سے مروی ہے کہ شرک اصغر گناہ کبیرہ سے بڑا گناہ ہے' اگر چہ شرک اکبر کے درجہ کا نہیں' تفصیل آئندہ آئے گی۔[1] ان شاء اللہ

لیکن سوال یہ ہے کہ دونوں قسم کے شرک کا فرق کس طرح معلوم ہوتا کہ تعویذ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ یہ شرک اکبر ہے یا شرک اصغر (یعنی تعویذ لٹکانا بڑا شرک ہے یا چھوٹا) اس سلسلے میں متعدد قاعدے اور ضابطے ہیں جن کے ذریعہ شرک اکبر اور شرک اصغر میں تفریق کی جا سکتی ہے' جن میں سے چند یہ ہیں:

① کسی شخص نے شرکیہ الفاظ استعمال کئے ہوں لیکن اس کا مقصد غیر اللہ کی کسی طرح عبادت نہ ہو تو شرک اصغر ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے کہا:

((مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ))

''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں (وہی ہوگا)۔''

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] شیخ عبدالعزیز المحمد السلمان نے شرک اکبر اور شرک اصغر کے درمیان چار فرق بیان کئے ہیں:

① شرک اکبر کا مرتکب ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا' اور شرک اصغر کا مرتکب اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے' چاہے گا تو معاف کر دے گا' نہیں چاہے گا تو نہیں معاف کرے گا۔

② شرک اکبر سے تمام نیک اعمال ضائع اور برباد ہو جاتے ہیں اور شرک اصغر سے صرف وہی عمل ضائع ہوتا ہے جس میں شرک واقع ہوا ہے۔

③ شرک اکبر مسلمان کو ملت اسلام سے خارج کر دیتا ہے لیکن شرک اصغر مسلمان کو اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

④ شرک اکبر کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا' اور شرک اصغر کا مرتکب دوسرے گنہگاروں کی طرح ہے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ شرک اصغر کا مرتکب بھی شرک اکبر کی طرح بغیر توبہ کے معاف نہیں کیا جائے گا' اور یہی قول صحت سے زیادہ قریب ہے' واللہ اعلم (الکواشف الجلیہ ص ۳۲۲)

((اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ نِدًّا؟ بَلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ))

''کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ بلکہ جو صرف اللہ چاہے وہی ہوگا۔''[1]

نیز آپ نے فرمایا:

((لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ))

''یہ نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں شخص چاہے بلکہ یوں کہو: جو اللہ تعالیٰ چاہے پھر فلاں شخص چاہے۔''[2]

انسانی زندگی میں چھپا خفیہ شرک کہ جس کا موحدین کو بھی پتہ نہیں چلتا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضاحت فرمائی ہے کہ الفاظ میں شرک کا مظہر ہی شرک خفی (یعنی پوشیدہ شرک) ہے' اور شرک خفی ہی شرک اصغر ہے۔ چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[3] کی تفسیر میں فرمایا:

''انداد' ایسا شرک ہے جو رات کی تاریکی میں چکنے سیاہ پتھر پر چلنے والی چیونٹی کی آواز سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ تم کہو: قسم ہے اللہ کی اور تمہاری زندگی کی اور میری زندگی کی۔ اور تم کہو: اگر یہ کتیا نہ ہوتی تو چور ہمارے گھر میں آ جاتا۔ اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو چور چوری کر جاتا۔ اسی طرح کسی سے یہ کہنا کہ جو اللہ چاہے اور تم چاہو' اور اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا' (تو ایسا ہو جاتا) (ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) فلاں کو بیچ میں نہ لاؤ' کیونکہ یہ سب کا سب شرک ہے۔''[4]

---

[1] مسند احمد حدیث ۱۸۳۹ مسند احمد ۱/ ۲۱۴' سنن ابن ماجہ۔ کتاب الکفارات: باب النھی ان یقال ما شاء اللہ وشئت حدیث ۲۱۱۷ والبخاری فی الادب المفرد ۷۸۳ وابن ابی شیبہ ۱۰/ ۳۴۶ والنسائی فی عمل الیوم واللیلہ ۹۸۸' اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے۔ (صحیح ابن ماجہ ۱/ ۳۶۲)

[2] مسند احمد ۵/ ۳۸۴۔ وابوداؤد۔ کتاب الادب: باب لا یقال خبث نفسی حدیث ۴۹۸۰

[3] پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کے مدمقابل نہ ٹھہراؤ' (البقرہ ۲/۲۲) (م م)

[4] تفسیر ابن کثیر ۱/ ۵۷۔

اسی طرح کی بات عکرمہ نے بھی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں کہی ہے۔[1]

اسی طرح غیر اللہ کی قسم کھانا بھی شرک ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ))[2]

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔''

یہ حکم شرک اصغر پر محمول ہوگا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان گزرا۔ نیز غیر اللہ کی طرف نسبت کر کے نام رکھنا شرک اصغر ہے' جیسے عبدالحسن اور عبدالحسین وغیرہ۔

④ شرک اکبر اور اصغر کو پہچاننے کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ شرک اغراض و مقاصد میں واقع ہو تو یہ شرک اصغر ہے' بشرطیکہ شرک کرنے والا اعتقادی منافق نہ ہو' ورنہ یہ شرک اکبر ہو جائے گا' اعتقادی منافق سے مراد وہ شخص ہے جو بغیر ایمان کے عمل کرے' یا اس ایمان سے اس کا مقصود دنیا طلبی ہو' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○﴾

(ھود: ۱۱/ ۱۵-۱۶)

''جو لوگ بس دنیاوی زندگی اور اس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم ان کو یہیں دے دیتے ہیں' اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی' مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے آگ کے سوا کچھ نہیں (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب

---

[1] دیکھئے: تفسیر قرطبی ۱/ ۱۲۷۔

[2] مسند احمد حدیث ۴۹۰۴۔ ابو یعلی ۵۶۶۸ الطیالسی ۱۸۹۶ عبدالرزاق ۱۰۹۲۶۔ ۲/ ۳۴' حاکم ۱/ ۱۸ اور حاکم نے صحیح کہا ہے' ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے سنن ترمذی۔ کتاب النذور والایمان' باب ما جاء ان من خلف بغیر...... حدیث ۱۰۳۰ سنن داؤد کتاب الایمان والنذور: باب کراھیۃ الحلف باب حدیث ۳۲۰۱ میں روایت کیا ہے' البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی اور ارواء الغلیل حدیث نمبر ۲۵۶۱ اور الصحیحہ نمبر ۲۰۴۲ میں صحیح کہا ہے' دیکھئے صحیح ترمذی ۲/ ۹۹۔

ملیا میٹ ہو گیا' اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے۔''

خوبصورت اور خشوع بھرے انداز سے نماز پڑھنا کہ لوگ اسے پسند کریں

اس شرک کی مثال یہ ہے کہ انسان اپنی نماز اس لئے خوبصورت طریقہ سے پڑھے کہ دوسرا شخص اسے دیکھ رہا ہے' یا اس قسم کے دوسرے مقاصد پیش نظر ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر اسے شرک اصغر قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور فرمایا:

((یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِیَّاکُمْ وَشِرْكَ السَّرَائِرِ قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا شِرْكُ السَّرَائِرُ؟ قَالَ: یَقُوْمُ الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلَاتَهُ جَاهِدًا لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ النَّاسِ اِلَیْهِ فَذٰلِكَ شِرْكُ السَّرَائِرُ))[1]

''اے لوگو! تم اپنے آپ کو پوشیدہ شرک سے بچاؤ' صحابہ کرام نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پوشیدہ شرک کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنی نماز اس لئے خوبصورت بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اپنی طرف لوگوں کی اٹھتی ہوئی نگاہیں دیکھ رہا ہوتا ہے (یعنی وہ لوگوں میں اچھا بننے اور اپنی تعریف کروانے کے لیے کہ یہ بڑی خوبصورت اور خشوع خضوع والی نماز پڑھتا ہے) یہ ہے پوشیدہ شرک۔''

اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ریا کو شرک اصغر شمار کرتے تھے۔[2]

---

1. بیہقی ۲/۲۹۱' دوسری نے ''النہج'' ص ۲۱۱ میں صحیح کہا ہے' اور کہا کہ کتاب الصلاۃ ابن خزیمہ: باب التغلیظ فی المراۃ بتزین الصلاۃ وتحینها ۲/ ٦٧ حدیث ٩٣٧ میں روایت کیا ہے' اور ذہبی نے ''مہذب'' ۲/۲٦۱ میں حسن کہا ہے۔

2. حاکم کتاب الرقاق ۴/ ۳۲۹ حدیث ٧٩٣٧۔ میں روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے' ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے' اور دوسری نے ''النہج'' ص ۲۱۱ میں حسن کہا ہے' اور اس کی تخریج کرنے والوں کا ذکر کیا ہے۔

اور زید بن اسلم سے روایت ہے' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف آئے تو سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا پایا' پوچھا: معاذ! کیوں رو رہے ہو؟ سیدنا معاذ نے فرمایا: ایک حدیث مجھے رلا رہی ہے جسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے:

((اَلْيَسِيرُ مِنَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادَ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهُ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْأَتْقِيَاءَ الْأَخْفِيَاءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يُفْتَقَدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُعْرَفُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ))

''معمولی ریاء بھی شرک ہے' اور جس نے اولیاء اللہ سے دشمنی کی وہ اللہ سے لڑائی کے لئے نکل کھڑا ہوا' بیشک اللہ تعالیٰ ایسے پرہیز گار گمنام لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو غائب ہوتے ہیں تو ان کی تلاش نہیں کی جاتی' اور جب موجود ہوتے ہیں تو پہچانے نہیں جاتے۔ ان کے دل شمع ہدایت ہوتے ہیں' وہ ہر تاریک دور میں پیدا ہوتے ہیں۔[1]

ابو البقا کفوی نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ شرکِ اصغر کے مرتکب پر کفر اکبر کا حکم نہیں لگ سکتا جو انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔[2]

صرف حصول دنیا کا جذبہ کیسے شرک تک پہنچا دیتا ہے؟

حصول دنیا کے لئے عمل کرنا بھی شرکِ اصغر ہے' بشرطیکہ یہی اس کا بنیادی مقصد نہ ہو' بلکہ حصول دنیا کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب کا بھی ارادہ ہو' تو یہ شرکیہ عمل ہوگا' جیسے وہ مجاہد

[1] حاکم نے ۴/۱ میں صحیح کہا ہے' اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے' سنن ابن ماجه۔ کتاب الفتن: باب من ترجی له السلامة من الفتن۔ حدیث نمبر ۳۹۸۹ اور دوسری نے ''صحیح النہج'' ص ۳۲۹ میں صحیح کہا ہے' اور اس کی تخریج کرنے والوں کا ذکر کیا ہے۔

[2] دیکھئے: ''الشرك و مظاهره'' للميلى ص ٢٦۔

جو اجر وثواب کے ساتھ شہرت و ناموری کا بھی خواہشمند ہو' یا اجر وثواب کے ساتھ ساتھ مال و دولت کا بھی ارادہ رکھتا ہو' (تفصیل آئندہ آئے گی ان شاء اللہ) جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَتَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ وَتَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْلَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ))

''ہلاک ہو گیا دینار کا بندہ' ہلاک ہو گیا درہم کا بندہ' ہلاک ہو گیا اونی چادر کا بندہ اور ہلاک ہو گیا' مخملی چادر کا بندہ (ہلاک ہو گیا) اگر اسے دیا گیا تو راضی ہوا اور اگر نہیں دیا گیا تو ناراض ہو گیا۔''[1]

لیکن اگر آدمی سرے سے اجر کا خواہشمند ہی نہ ہو بلکہ اپنے عمل سے صرف دنیا کا طالب ہو تو یہ شرک اکبر ہے' جیسا کہ پیچھے گزرا' یہ اس شخص کی طرح ہے جو صرف مال و دولت حاصل کرنے کے لئے کلمہ شہادت کا اقرار کرے اور نماز ادا کرے۔

اسباب و ذرائع زندگانی میں شرک کی آمیزش

(۳) تیسرا ضابطہ یہ ہے کہ شرک اسباب وذرائع میں ہو' یعنی آدمی ایسے سبب اور وسیلہ پر بھروسہ کرے جو دراصل نہ شرعی نقطہ نظر سے سبب ہو اور نہ ہی قدرتی طور پر' تو اگر اس شخص کا اس سبب پر مکمل اعتماد نہ ہو اور نہ ہی یہ گمان ہو کہ یہ سبب اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر بذات خود اثر انداز ہو سکتا ہے' اور نہ ہی اس سبب کے لئے کسی طرح کی عبادت کرے' تو ایسی صورت میں یہ شرک اصغر ہو گا' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا اِلَّا' وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ))

''بدشگونی لینا شرک ہے' بدشگونی لینا شرک ہے' ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دل میں اس قسم کا وہم نہ گزرتا ہو' مگر اللہ تعالیٰ توکل علی اللہ کی وجہ سے اسے

[1] صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الحراسة فی الغزو فی سبیل الله۔ حدیث نمبر ۲۸۸۷

دور کر دیتا ہے۔''[1]

نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی اس معنی پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِه أَشْرَكَ قَالُوْا : فَمَا كَفَّارَةُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قَالَ: أَنْ تَقُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

''جس شخص کو بدشگونی نے اس کی ضرورت سے واپس کر دیا اس نے شرک کیا' صحابہ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہو: اے اللہ ! بھلائی صرف تیری ہی جانب سے ہے اور قضاء وقدر صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہے' اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''[2]

شیخ عبدالرحمٰن بن سعدی کہتے ہیں کہ شرک اصغر ہر وہ قول وفعل ہے جو شرک کی طرف لے جاتا ہے' جیسے مخلوق کی شان میں ایسا غلو کرنا جو عبادت کے درجہ کو نہ پہنچے جیسے غیر اللہ کی قسم کھانا یا معمولی ریاکاری وغیرہ۔[3]

شرک اصغر اور اس کی مضرت رسانیوں کی پہچان کیسے کریں؟

گزشتہ بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شرک اصغر ایسا شرک ہے جس سے نہ اصل ایمان جائے اور نہ خالص عبادت کے درجہ کو پہنچے کہ عبادت غیر اللہ کے لئے ثابت ہو جائے۔

شرک اصغر کی پہچان: دوسرے متعدد دلائل سے بھی ہو سکتی ہے' جن میں سے چند

[1] احمد ۱ / ۳۸۹' حاکم ۱/ ۱۸ و ابن حبان فی صحیحه برقم ۶۰۸۹ الدخان وصوبرقم ۱۴۴۷ میں صحیح کہا ہے' ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے' اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داؤد ۲/ ۴۰ اور الصحیحہ نمبر ۳۰ میں صحیح کہا ہے۔

[2] احمد ۲/ ۲۲۰' دوسری نے ''النہج'' ص ۱۶۳ میں صحیح کہا ہے۔ ہیثمی نے ۵/ ۱۰۵ میں کہا کہ اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہیں اور ان کی حدیث حسن ہے' اور دوسرے رجال ثقات ہیں۔

[3] القول السدید للشیخ عبدالرحمن بن سعدی ص ۲۴۔

یہ ہیں:

❶ رسول اللہ ﷺ نے کسی خاص عمل کے شرک اصغر ہونے کی صراحت کر دی ہو' جیسے آپ کا یہ فرمان:

((إنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ))

''سب سے زیادہ جس چیز سے میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے' صحابہ کرام نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ریاکاری۔''[1]

❷ ہر وہ عمل جسے کفر یا شرک قرار دیا گیا ہو' اور شارع علیہ السلام نے اس کی سزا مقرر کی ہو (مرتد کی سزا کے علاوہ' کیونکہ ارتداد کفر اکبر ہے) تمام دلائل کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسا عمل شرک اصغر ہوگا' اس کی مثال مسلمان کا قتل ہے۔

اسے رسول اللہ ﷺ نے کفر کہا ہے' اور قاتل کی سزا قصاص ہے۔

مقتول کے ولی کو اختیار حاصل ہے کہ قصاص معاف کر دے یا دیت لے لے' لیکن اگر مرتد اسلام کی طرف نہ لوٹے تو اس کی سزا ساقط نہیں ہو سکتی۔

نیز مسلمان کا آپس میں جنگ و جدال اگرچہ کفر ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ قتل کرنے والے کو ہمارا ایمانی بھائی قرار دیتا ہے' ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۱۰)

''درحقیقت مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں' تو تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کراؤ' اور اللہ سے ڈرو' تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

❸ تیسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ کے صحابہ کرام کسی عمل کے شرک اصغر ہونے کی صراحت کر دیں' یا کسی نص شرعی سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ فلاں کام شرک اصغر ہے (تو وہ

---

[1] مسند احمد ۵/ ۴۲۸۔ ۲۳۳۰۸۔ ۲۴۰۳۶

شرک اصغر ہوگا) وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام شرک اکبر کا زمانہ گزار چکے ہیں' اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے عقیدہ کے مسائل کی اس طرح وضاحت فرما دی ہے کہ ان کے نزدیک شرک و توحید کے درمیان کسی قسم کا کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔

نیز فقہی فروعی مسائل کی طرح مسائل شرکیہ میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا' اس لئے اس بارے میں صحابی کے قول پر عمل کرنا واجب ہے۔

اس وضاحت کے پیش نظر ہمیں دیکھنا چاہیے کہ تمائم (یعنی ریٹھوں' موتیوں' دانوں' کوڑیوں' گھونگھوں اور مچھلی کے دانت وغیرہ کے تعویذ لٹکانا) شرک اکبر ہے یا شرک اصغر (چھوٹا شرک ہے یا بڑا)

درحقیقت تعویذ لٹکانا شرک فی الاسباب میں سے ہے' اور یہ شرک صاحب تعویذ کے احوال و کوائف کے اعتبار سے کبھی شرک اکبر ہوتا ہے کبھی شرک اصغر' اس لئے نہ مطلقا اسے شرک اکبر کہا جا سکتا ہے اور نہ شرک اصغر' بلکہ تعویذ اور صاحب تعویذ کے حال پر غور کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص بت لٹکائے یا شرکیہ کلمات لٹکائے' جس میں غیر اللہ سے استغاثہ ہو' یا غیر اللہ سے شفاء وصحت کی التجا ہو' یا صلیب لٹکائے' تو یہ سب بلا شبہ شرک اکبر ہیں۔ نیز اسی طرح اگر کوڑی' دھاگا وغیرہ لٹکا کر اس پر مکمل اعتماد کر لیا اور گمان کیا کہ یہ بذات خود بلاء کو ٹالنے والے ہیں تو یہ بھی شرک اکبر ہے' ورنہ شرک اصغر' اس حقیقت کی وضاحت کے لئے چند اہل علم کے فرمودات اور فتاوے آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

اسباب حیات پر بھروسہ شرک کا پیش خیمہ بن جاتا ہے

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے ''کتاب التوحید'' میں ایک باب باندھا ہے کہ ''چھلہ اور دھاگہ وغیرہ مصیبت روکنے یا ٹالنے کے لئے پہننا شرک ہے'' اس باب کی شرح میں شیخ عبدالرحمن بن سعدی فرماتے ہیں:

اس باب کو سمجھنا اسباب کے احکام کی معرفت پر موقوف ہے' اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ بندہ کے لئے اسباب کے بارے میں تین چیزوں کی معرفت ضروری ہے:

۱ پہلی بات یہ ہے کہ انسان اسی چیز کو سبب بنائے جس کا سبب ہونا شرعی طور پر یا قدرتی طور پر ثابت ہو۔

۲ دوسری بات یہ ہے کہ مشروع اور نفع بخش سبب اختیار کرنے کے باوجود انسان اس سبب پر بھروسہ نہ کرے' بلکہ مسبب الاسباب قادر مطلق (اللہ) پر بھروسہ کرے۔

۳ تیسری بات یہ ہے کہ بندہ کو یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اسباب کتنے ہی بڑے اور طاقتور کیوں نہ ہوں پھر بھی اللہ تعالیٰ کے نوشتہ تقدیر سے اس قدر جکڑے ہوتے ہیں کہ اس سے نکلنا ممکن نہیں ہوتا' اور یہ بھی یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے' چاہے تو اپنے تقاضائے حکمت کے مطابق اس کی سببیت کو باقی اور جاری رکھے' تاکہ بندے ان اسباب کی حقیقت پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ کو پہچان لیں' کہ اس نے کس درجہ مسببات کو اسباب کے ساتھ اور معلول کو علت کے ساتھ جوڑ رکھا ہے' اور اگر چاہے تو اپنی مشیت کے مطابق ان اسباب کو بدل بھی سکتا ہے' تاکہ بندے ان پر بھروسہ نہ کرلیں' اور ان کے کمال قدرت کو جان لیں' اور ان پر آشکارا ہو جائے کہ تصرف مطلق اور ارادہ مطلق صرف اللہ وحدہ ہی کے لئے ہے' اسباب کے تئیں یہی نظریہ اور ان پر عمل کا یہی طریقہ ہر بندے کے لئے واجب ہے۔

اگر یہ بات واضح ہوگئی تو یہ بھی جان لیں کہ جس شخص نے چھلہ یا دھاگہ وغیرکسی مصیبت آنے سے پہلے اس کو روکنے کے لئے یا آنے کے بعد اس کو ٹالنے کے لئے پہنا تو اس نے شرک کیا' اس لئے کہ اگر اس نے ان کو بذات خود ٹالنے والا یا روکنے والا سمجھا تو یہ شرک اکبر ہے' یعنی پروردگار کی ربوبیت میں شرک ہے' کیونکہ اس نے خلق و تدبیر میں اللہ کا شریک ٹھہرایا اور عبودیت میں بھی شرک کیا' کیونکہ اس نے اس چھلہ وغیرہ کو "الٰہ" کا درجہ دیا اور اس سے نفع کی امید اور خواہش رکھ کر اپنے دل کو اس سے وابستہ کرلیا' لیکن اگر بندے نے اللہ تعالیٰ ہی کو مشکل کشا مانا اور ان چھلوں' دھاگوں وغیرہ کو اس اعتقاد کے

ساتھ اختیار کیا کہ یہ وہ اسباب ہیں جن سے بلائیں دور بھاگتی ہیں تو اس صورت میں اس نے اس چیز کو سبب بنا لیا جو نہ شرعی طور پر سبب ہیں اور نہ ہی قدرتی طور پر۔

لہٰذا یہ حرام ہے اور شریعت اور تقدیر پر جھوٹا الزام ہے' کیونکہ شریعت تو اس بات سے سختی سے منع کرتی ہے' اور شریعت جس چیز سے منع کرتی ہے' وہ نفع بخش ہو ہی نہیں سکتی۔

رہا قدرتی سبب ! تو یہ چھلہ وغیرہ نہ اسباب معروفہ میں سے ہے اور نہ ہی غیر معروفہ میں سے کہ جن سے مقصود حاصل ہو' اور نہ ہی نفع بخش دواء میں سے ہے' بلکہ یہ وسائل شرک میں سے ایک وسیلہ ہے' کیونکہ اسے لٹکانے والے کا دل اس کے ساتھ لازمی طور پر وابستہ ہو جاتا ہے اور یہ ایک قسم کا شرک اور اس کا ذریعہ ہے۔

رہے تعویذ ! تو یہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جسے جسم کے کسی حصہ سے باندھا یا لٹکایا جاتا ہے' اور جسے استعمال کرنے والے کا دل اس کی عقیدت میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے۔

لہٰذا اس کا بھی وہی حکم ہے جو چھلہ اور دھاگہ وغیرہ کا ہے' یعنی ان میں سے کچھ شرک اکبر ہیں' جیسے وہ تعویذ جن میں شیطانوں یا دیگر کسی مخلوق سے استغاثہ کا معنی مخفی ہو' کیونکہ جس چیز پر اللہ کے علاوہ کسی کو قدرت حاصل نہ ہو اس پر غیر اللہ سے استغاثہ کرنا شرک ہے' جس کا ذکر آئندہ آئے گا' ان شاء اللہ۔ اور کچھ تعویذ حرام ہیں' جیسے وہ تعویذ جن میں ایسے نام ہوں جن کا کوئی مفہوم نہ ہو' یہ تعویذ شرک کی طرف لے جاتے ہیں اس لئے حرام ہیں۔[1]

کچھ اسی طرح کی بات شیخ سلمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہابؒ نے بھی کہی ہے' چنانچہ وہ رقمطراز ہیں :

"یہاں بلاء کو روکنے یا ٹالنے کے لئے تانبا' لوہا وغیرہ کے چھلوں کے تعویذ پہننے کا حکم بیان کرنا مقصود ہے (تو اس کا حکم یہ ہے کہ) دراصل یہ عقیدہ توحید کا انکار ہے جو باری تعالیٰ کی الوہیت کے تئیں بندوں پر واجب ہے' کیونکہ "الٰہ"

---

[1] القول السدید ص ۳۴ تا ۳۸۔

ہر اس ذات کو کہتے ہیں جس سے دل کے اند اس درجہ عقیدت ہو کہ اس سے وہی امیدیں وابستہ کر لی جائیں جو اللہ سے کی جاتی ہیں' جیسا کہ اس کی وضاحت توحید اطاعت وعبادت کے بیان میں گزر چکی ہے' اور وہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ سب سے عظیم اطاعت اور عبادت اللہ تعالیٰ کو پکارنا' اس سے امیدیں وابستہ رکھنا' اس پر بھروسہ کرنا اور صرف اسے خیر و شر کے اندر تصرف کا حقدار سمجھنا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾ (یونس : ۱۰/ ۱۰۷)

''اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے' اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں''

لہٰذا اگر کسی نے یہ عقیدہ رکھا کہ حلقوں' گنڈوں' ہڈیوں اور تعویذوں میں بلا و مصیبت کو روکنے یا دور کرنے کی طاقت ہے تو اس عقیدہ کی بنا پر وہ شرک کا مرتکب ہوا اور اللہ تعالیٰ کے تئیں جس عقیدہ اور تصور کا حکم ہے اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی' اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے کہا تھا جس نے اپنے بازو میں بیماری کی وجہ سے تانبے کا حلقہ پہن رکھا تھا:

((اِنْزَعْهَا فَإِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهْنًا وَلَوْ مُتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا))

''اسے نکال پھینکو' یہ تمہاری بیماری کو مزید زیادہ ہی کرے گا' اور اگر تم مر گئے اور یہ حلقہ تمہارے جسم پر باقی رہا تو کبھی کامیاب نہ ہو گے۔''[1]

اس حدیث میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کامیابی کی نفی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ

---

[1] مسند احمد ۴/ ۴۴۵ حدیث ۲۰۲۴۳ والحاکم کتاب الطب ۴/ ۲۱۶ وابن ماجه کتاب الطب باب تعلیق التمائم حدیث ۳۰۳۱ وغیرہ نے یہ حدیث عمران بن حصین سے روایت کی ہے۔

اس کا یہ عمل شرک اکبر ہے' معاف نہیں ہو گا' بلکہ وہ شخص مذکورہ عقیدہ کی بنا پر ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا۔[1]

شیخ نے اپنی کتاب "تیسیر العزیز الحمید فی شرح الکتاب التوحید" میں ذکر کیا ہے کہ بلا کو دفع کرنے کے لئے حلقہ اور دھاگا پہننا شرک اصغر میں سے ہے۔[2] بلا شبہ شیخ کی مراد اس سے یہ ہے کہ جس نے ان میں صرف مصیبت کا اعتقاد رکھا ہو تو شرک اصغر ہے' لیکن اگر اس پر بھروسہ کر لے اور ان کی جانب سے نفع کی امید رکھے اور دل میں اس سے عقیدت ہو' یا کوئی شرکیہ تعویذ ہو' مثلاً: یہ تعویذ ایسے استغاثہ پر مشتمل ہو کہ جس پر صرف اللہ تعالیٰ کو قدرت ہے' تو یقیناً یہ شرک اکبر ہو گا' آپ کی یہ رائے آپ کی کتاب "تیسیر العزیز الحمید" اور "التوضیح عن توحید الخلائق" میں آپ کے مجموعہ کلام سے واضح ہے۔

تعویذوں کے متعلق ابن بازؒ کا فیصلہ

اسی طرح کی بات سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے' چنانچہ تعویذوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

> "اگر ان میں شیطانوں کے نام ہوں' یا ہڈیوں' ریتھوں اور کیلوں کے تعویذ ہوں' یا طلسمات یعنی حروف مقطعات (اُ ب ج وغیرہ) ہوں یا ان سے مشابہ کوئی اور چیز ہو تو یہ شرک اصغر ہے' اور یہی تعویذ کبھی شرک اکبر ہو جاتے ہیں' اگر تعویذ استعمال کرنے والا یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر یہ تعویذ اس کی حفاظت کریں گے' یا اس کی بیماری دور کریں گے' یا آنے والی مصیبت کو ٹال دیں گے (تو یہ شرک اکبر ہو جائیں گے)۔"[3]

---

[1] التوضیح عن توحید الخلائق ص ۲۶۸۔

[2] دیکھئے: تیسیر العزیز الحمید ص ۱۵۴' ۱۵۸' ۱۶۲۔

[3] مجموعہ فتاویٰ ابن باز ۲/ ۳۸۴۔

نیز سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے حامد الفقی کے حاشیہ فتح المجید پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"صحیح بات یہ ہے کہ تعویذ لٹکانا دین کے ساتھ مذاق نہیں بلکہ شرک اصغر ہے اور جاہلیت کے مشابہ ہے' اور صاحب تعویذ کے دلی جذبات اور اعتقاد کے پیش نظر کبھی شرک اکبر بھی ہو جاتا ہے' مثلاً: اگر وہ یہ عقیدہ رکھے کہ یہ تعویذ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر نفع نقصان پہنچاتے ہیں' تو یہ شرک اکبر ہے' اور اگر وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ تعویذ نظر بد یا جن وغیرہ سے تحفظ کا ایک سبب ہیں تو یہ شرک اصغر ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تعویذوں کو سبب نہیں بنایا ہے' بلکہ اس کے برعکس ان سے منع فرمایا ہے' اور رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ واضح کر دیا ہے کہ یہ شرک ہے' اور یہ صرف اس لئے کہ صاحب تعویذ کی توجہ اس پر مرکوز ہو جاتی ہے اور اس کا دل ان تعویذوں سے وابستہ ہو کر رہ جاتا ہے"۔[1]

شیخ حافظ حکمی شعر کی زبان میں کہتے ہیں:

وَاِنْ تَكُنْ مِمَّا سِوَا الْوَحْيَيْنِ
فَإِنَّهَا شِرْكٌ بِغَيْرِ مَيْنِ
بَلْ اِنَّهَا قَسِيمَةُ الْأَزْلَامِ
فِي الْبُعْدِ عَنْ سِيمَا أُولِي الْاِسْلَامِ

"اگر تعویذ دونوں وحیوں (یعنی قرآن و سنت) کے علاوہ سے ہوں تو بلا شبہ یہ شرک ہیں۔"

"(بلکہ یہ ازلام جاہلیت کے قرعہ کے تیروں) کے مشابہ اہل اسلام کے طور طریقہ سے دور ہیں۔"

---

[1] حاشیہ فتح المجید ص ۱۴۳

شرح: یعنی اگر تعویذ قرآن و حدیث کے علاوہ یہودیوں' ہیکل کے پجاریوں' ستارہ پرستوں' ملائکہ پرستوں' جنات کی خدمات حاصل کرنے والوں کا بنایا ہوا طلسم ہو' یا ریچھ کے دانت اور لوہے کے حلقہ وغیرہ کے تعویذ ہوں تو یہ بلاشبہ شرک ہیں' نہ جائز اسباب میں سے ہیں نہ معروف دواؤں میں سے' بلکہ بت پرستوں کی طرح صاحب تعویذ کا ان کے بارے میں یہ بے بنیاد عقیدہ ہے کہ یہ اپنی ذاتی خاصیت سے فلاں فلاں بیماریوں کو ٹالتے ہیں' بلکہ ان تعویذوں کی نوعیت ان تیروں کی طرح ہے جن سے اہل جاہلیت حالت کفر میں قرعہ نکالا کرتے تھے (جسے شریعت میں ازلام کہا جاتا ہے)

زمانہ جاہلیت کے تعویذوں کی ایک قسم ''ازلام''

یہ (ازلام) تین تیر ہوتے تھے' ایک پر ''افعل'' (کرو) لکھا ہوتا' دوسرے پر ''لا تفعل'' (یعنی نہ کرو) لکھا ہوتا' اور تیسرے پر ''غفل'' لکھا ہوتا' جب انہیں کوئی اہم کام کرنا ہوتا تو ان میں سے ایک تیر تھیلے سے نکالتے' اگر وہ تیر نکلتا جس پر ''کرو'' لکھا ہوتا تو وہ کام پر لگ جاتے' اور اگر ''نہ کرو'' والا تیر نکلتا تو کام کا ارادہ ترک کر دیتے' اور اگر تیسرا تیر نکلتا جس پر ''غفل'' لکھا ہوتا تو دوبارہ قرعہ نکالتے (تعویذ بھی یہی ہے) اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم مسلمانوں کو قرعہ کے لئے اس کا بہتر بدل دیا ہے' یعنی نماز استخارہ اور اس کی مخصوص دعاء کو مشروع کیا ہے [1]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ تعویذ جو قرآن و سنت سے ماخوذ نہ ہوں وہ ان ہی تیروں

[1] استخارہ کا مطلب اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب کوئی ایسا جائز مباح کام کرنے کا ارادہ کرے جس کے خیر و شر کا پتہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کام میں خیر و برکت طلب کرنے اور اس کے شر سے بچنے کی غرض سے پہلے دو رکعت نفل نماز استخارہ کی نیت سے پڑھے' اس کے بعد یہ دعائے استخارہ پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعِیْشَتِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ عَاجِلِهٖ اَوْ اٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعِیْشَتِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ' عَاجِلِهٖ اَوْ اٰجِلِهٖ' فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ' وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ))

←

کی طرح ہیں' کیونکہ ان کے استعمال میں اعتقاد فاسد اور شریعت کی مخالفت کا دخل ہے' اور یہ مسلمانوں کا وطیرہ نہیں' کیونکہ خالص توحید کے علم بردار اس قسم کے عقیدے سے مبرا ہوتے ہیں' اور ان کے دلوں کا پختہ ایمان ان چیزوں کی آمیزش سے بالا تر ہوتا ہے' اور یہ موحدین اپنے یقین محکم کی بدولت غیر اللہ پر توکل اور بھروسہ سے کنارہ کش رہتے ہیں۔[1]

میں کہتا ہوں کہ گزشتہ دلائل اور اہل علم کے فتاوے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تعویذ اور اس کے ہم مثل اشیاء پر اس وقت تک کوئی حکم لگانا مناسب نہیں ہو گا جب تک اس کے استعمال کرنے والے کی حالت اور خود تعویذوں کی نوعیت کا بغور مطالعہ نہ کر لیا جائے' نیز یہ ملحوظ خاطر رہے کہ شرک اصغر کوئی معمولی چیز نہیں ہے' اسے محض شرک اکبر کی بہ نسبت اصغر کہہ دیا گیا ہے' ورنہ شرک اصغر تو گناہ کبیرہ سے بھی بڑا ہے' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَأَنْ أَحْلِفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ بِغَيْرِهِ صَادِقًا))

← ''اے اللہ! میں تیرے علم کے حوالہ سے تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں' تیری قدر کے حوالہ سے تجھ سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں' تو طاقت والا ہے مجھے طاقت نہیں ہے' تو جانتا ہے میں جانتا نہیں' اور تو غیب کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو میرے اس کام میں (یہاں پر اس کام کا نام لے جس کا اس نے عزم کیا ہے) میرے لئے میرے دین میں' میری دنیا میں' میری آخرت میں اور انجام کار میں دیر یا سویر بھلائی جانتا ہے تو اسے میرا مقدر بنا دے اور اسے میرے لئے آسان کر دے اور اس میں برکت عطاء کر' اور اگر اس کام کو میرے لئے نقصان دہ جانتا ہے میرے دین میری دنیا میں' میری آخرت اور انجام کار میں دیر یا سویر تو اس کام کو مجھ سے دور کر دے' اور مجھے اس سے دور کر دے' اور بھلائی میرا مقدر بنا جہاں کہیں بھی ہو' پھر مجھے اس پر راضی رکھ۔''

اس کے بعد اللہ پر بھروسہ کر کے کام شروع کر دے' تو ان شاء اللہ خیر و برکت' ہو گی اور نقصان و خطرات سے نجات ملے گی۔ (بخاری۔ کتاب التہجد' دو رکعت نفل کا باب' اور کتاب التوحید' ترمذی نماز استخارہ کا باب' نسائی۔ کتاب النکاح: استخارہ کا باب حدیث ۳۲۵۳' (ابن ماجہ کتاب اقامت صلاۃ باب نماز استخارہ حدیث ۱۳۸۳) مسند احمد ۳/ ۳۴۴' ۳۱۶' معالم السنن سنن ابی داؤد ۲/ ۱۸۸) (م م)

[1] معارج القبول للحکمی ۱/ ۳۸۴۔

اللہ کی جھوٹی قسم کھانا میرے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ میں غیر اللہ کی سچی قسم کھاؤں۔[1]

اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم غیر اللہ کی سچی قسم سے بہتر ہے

شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ؒ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کو غیر اللہ کی سچی قسم پر ترجیح دی ہے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا توحید ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے' گو کہ غیر اللہ کی قسم میں سچائی ہے' لیکن عقیدہ توحید صدق گوئی کے بالمقابل بڑی نیکی ہے' اور دروغ گوئی شرک سے چھوٹا گناہ ہے' اسے شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے ذکر کیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر اس بات پر دال ہے کہ غیر اللہ کی سچی قسم یمین غموس (یعنی ایسی جھوٹی قسم جس کے ساتھ غداری کرنے کا دل میں ارادہ ہو) سے' اور شرک اصغر گناہ کبیرہ سے بڑا گناہ ہے۔[2]

شرک اصغر پر اللہ و رسول کی وعیدیں

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے باب ''چھلہ اور دھاگہ وغیرہ مصیبت روکنے یا ٹالنے کے لئے پہننا شرک ہے'' سے مستنبط مسائل میں صحابہ کرام کے حوالہ سے بھی ذکر کیا ہے کہ شرک اصغر گناہ کبیرہ سے بڑا گناہ ہے۔[3]

نیز شرک اصغر کے پر خطر ہونے پر وہ آیتیں اور حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں جن کے اندر شرک پر وعیدیں وارد ہیں' کیونکہ وہ شرک اصغر اور اکبر دونوں کو شامل ہیں' یہی وجہ

---

[1] مصنف عبدالرزاق ۸/ ۴۶۸' و مجمع الزوائد ۴/ ۱۷۷ میں روایت کیا ہے' اور کہا ہے کہ طبرانی نے ''الکبیر'' میں روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سو بار اللہ کی قسم کھاؤں اور توڑ دیا کروں اس سے بہتر ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھاؤں اور اسے پوری کروں۔ نووی مع مسلم ۲/ ۱۱۸ (م م)

[2] تیسیر العزیز الحمید ص ۵۹۴۔

[3] القول السدید ص ۳۶۔

ہے کہ سلف صالحین نے شرک اکبر پر دلالت کرنے والی آیتوں سے شرک اصغر پر بھی استدلال کیا ہے' جیسا کہ سیدنا ابن عباس اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے[۱]

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝﴾ (النساء : ۴/ ۴۸)

''اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اس نے تو بہت بڑا جھوٹ باندھا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔''

﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (لقمان : ۳۱/ ۱۳)

''بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

شرک اصغر اور شرک اکبر دونوں کو شامل ہے۔

نیز گناہ کبیرہ کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

((اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ))[۲]

بھی دونوں طرح کے شرک کو شامل ہے' چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ''انداداً'' کی تفسیر شرک اصغر سے کی ہے' جیسا کہ شرک فی الاسباب میں گزر چکا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما شرک سے متعلق نصوص کا مصداق شرک اکبر اور اصغر دونوں کو مانتے تھے۔

قیامت کے دن شرک اصغر کے ہولناک نتائج

شرک اصغر کے پر خطر ہونے پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ قیامت کے دن شرک اصغر کے مرتکب کا سب سے پہلے حساب ہوگا' جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص کا فیصلہ ہوگا وہ شہید ہوگا' اسے لایا

---

۱ دیکھئے: تیسیر العزیز الحمید ص ۱۵۴ تا ۱۶۴۔

۲ تم اللہ کا کوئی شریک ٹھہراؤ' حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا۔ بخاری کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ فلا تجعلوا حدیث ۴۴۷۷ صحیح مسلم۔ کتاب الایمان: باب کون الشرک...... حدیث ۱۴۱ / ۸۶

جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ اس اسے اپنی نعمتوں سے واقف کرائے گا' یہاں تک کہ وہ نعمتوں کو پہچان لے گا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا' یہاں تک کہ شہید ہو گیا' اللہ تعالیٰ کہے گا: تم جھوٹ کہتے ہو' بلکہ تم نے اس لئے لڑائی لڑی تھی کہ تمہیں بہادر کہا جائے' سو وہ کہہ دیا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اور دوسرا آدمی وہ ہو گا جس نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا ہو گا' اور قرآن شریف بھی خوب پڑھا ہو گا' اسے لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا' یہاں تک کہ وہ پہچان لے گا' اللہ تعالیٰ کہے گا: تم نے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے علم سیکھا' لوگوں کو سکھایا اور تیرے لئے قرآن بھی پڑھا' اللہ تعالیٰ کہے گا: تم جھوٹ کہتے ہو' تم نے علم سیکھا تھا تاکہ تمہیں عالم کہا جائے' قرآن پڑھا تھا تاکہ تمہیں قاری کہا جائے' سو تمہیں کہہ دیا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ تیسرا وہ شخص ہو گا جس پر اللہ تعالیٰ نے خوب کشادگی کی ہو گی اور اسے قسم قسم کے مال و دولت سے نوازا ہو گا' اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتوں سے آگاہ کرے گا' یہاں تک کہ وہ پہچان لے گا' پھر اللہ تعالیٰ کہے گا: تم نے ان نعمتوں کا کیا کیا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے تیرا ایسا کوئی راستہ نہ چھوڑا جس پر خرچ کرنا پسند ہو' مگر میں نے خرچ کر کے دم لیا' اللہ تعالیٰ کہے گا: تم جھوٹ بولتے ہو' بلکہ تم نے یہ اس لئے کیا تھا کہ تمہیں فیاض کہا جائے' سو تمہیں کہہ دیا گیا۔ پھر حکم ہو گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔[1]

اگر کسی عمل کے ساتھ شرک اصغر بنیادی طور پر شامل رہا تو وہ عمل رائیگاں اور بیکار ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ارشاد الٰہی ہے:

[1] صحیح مسلم مع شرح نووی ۱۳ / ۵۰۔ کتاب الامارۃ باب من قاتل للریاء والسمعۃ حدیث ۱۹۰۵

((اَنَا أَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَکَ مَعِی فِیْهِ غَیْرِی تَرَکْتُه، وَشِرْکَه،))[1]

''میں تمام حصہ داروں کی بہ نسبت اپنے حصہ سے زیادہ بے نیاز ہوں، جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ غیر کو بھی شریک کر لیا تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک آدمی دنیاوی فائدے کے لئے جہاد کا ارادہ کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لا اجر له'' (اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے) اس شخص نے تین بار یہی سوال دہرایا، آپ نے ہر بار یہی کہا ''لا اجر له'' (اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے)[2]

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا خیال ہے آپ کا، اگر ایک آدمی نے ثواب اور شہرت دونوں حاصل کرنے کے لئے جہاد کیا تو اسے کیا حاصل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''لا شی له'' (اسے کچھ نہیں ملے گا) اس نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا اور آپ ہر بار یہی کہتے رہے ''لا شیء له'' (اسے کچھ نہیں ملے گا) پھر آپ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا کَانَ لَه، خَالِصًا وَابْتُغِیَ بِهٖ وَجْهُه))

''اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے کیا گیا ہو اور اس عمل سے صرف اسی کی رضاء جوئی مقصود ہو۔''[3]

---

[1] مسلم مع نووی، کتاب الزہد۔ باب تحریم الریاء حدیث ۲۹۸۵

[2] حاکم نے ۲/ ۷۵ میں صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے، حدیث ۸۷۷۹-۷۸۸۷ بیہقی ۹/ ۱۶۹، سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی من یغزو ویلتمس الدنیا حدیث ۲۰۱۶ اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داؤد ۲/ ۴۷۸ میں حسن قرار دیا ہے۔

[3] سنن نسائی کتاب الجهاد باب من غز یلتمس الاجر والذکر حدیث ۳۱۴۲ اور دوسری نے ''النهج'' ص ۲۰۸ میں حسن کہا ہے، اور ان علماء حدیث کو ذکر کیا ہے جنہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

قرآنی آیات اور ماثور دعاؤں سے بنے تعویذ

تعویذوں کا حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے فتوؤں کی روشنی میں گزر چکا کہ ان کا پہننا تعویذ اور صاحب تعویذ کے احوال اور نوعیت کے مطابق یا تو شرکِ اکبر ہے یا شرکِ اصغر ہے۔ اس حکم میں کوئی قابل اعتبار اختلاف نہیں ہے' البتہ قرآنی آیات اور ماثور دعاؤں سے مرتب تعویذ کے بارے میں علماء کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ یہ ممنوع تعویذ میں سے نہیں' بلکہ ایسے تعویذ لٹکانا (پہننا) جائز ہے۔ ان علماء میں سعید بن میسیب' عطاء' ابوجعفر باقر اور امام مالک رحمہم اللہ ہیں' نیز امام احمد کی ایک روایت اور ابن عبد البر' بیہقی اور قرطبی کا یہی قول ہے' امام ابن تیمیہ' ابن قیم اور ابن حجر رحمہم اللہ کا ظاہری قول یہی معلوم ہوتا ہے۔

لیکن اکثر صحابہ کرام اور ان کے بعد کے اہل علم کا خیال ہے کہ قرآن کریم اور ماثور دعاؤں کے تعویذ بھی لٹکانا (یا پہننا) جائز نہیں' ان علماء میں سیدنا ابن مسعود' ابن عباس' حذیفہ' عقبہ بن عامر اور ابن عکیم رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ نیز ابراہیم نخعی' امام احمد کی ایک روایت' ابن العربی' شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل شیخ' شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب' شیخ عبدالرحمٰن بن سعدی' حافظ حکمی اور حامد الفقی رحمہم اللہ ہیں' نیز دور حاضر کے علماء میں سے شیخ البانی رحمہ اللہ اور شیخ عبدالعزیز ابن باز رحمہما اللہ ہیں۔[1]

---

[1] ان علماء کے اقوال و فتاوے مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں: مصنف ابن ابی شیبہ' کتاب الطب' ۷/۳۷۴ اور اس کے بعد کے صفحات' سنن بیہقی ۹/ ۲۱۶ اور اس کے بعد کے صفحات' مستدرک حاکم ۴/ ۲۱۶ اور اس کے بعد کے صفحات' تیسیر العزیز الحمید ص ۱۶۸' ۱۷۴' سلسلہ احادیث صحیحہ ۱/ ۵۸۵' القول السدید ص ۳۸' معارج القبول ۱/ ۳۸۲ اور فتاوی شیخ ابن باز ۱/ ۸۲۰۔

قرآن و حدیث کے تعویذوں کو جائز کہنے والوں کا موقف

قرآن و حدیث کے تعویذوں کو جائز کہنے والوں کی دلیلوں کا خلاصہ یہ ہے:

۱ پہلی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ ۙ ﴾ (الاسرا: ۱۷/ ۸۲)

''ہم اس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔''

۲ دوسری دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے:

((اِنَّ التَّمِيْمَةَ مَا عُلِّقَ قَبْلَ الْبَلَاءِ لَا بَعْدَه')) [1]

''ممنوع تعویذ وہ ہے جو بلاء نازل ہونے سے پہلے لٹکایا جائے' نہ کہ بلاء نازل ہونے کے بعد۔''

۳ تیسری دلیل سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ عمل ہے کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے گلے میں دعائے فزع لٹکا دیتے تھے' اور وہ یہ ہے:

((بِسْمِ اللّٰهِ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ)) [2]

''بسم اللہ' میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کے کلام تام کی' اس کے غضب اور عقاب سے' اور اس کے بندوں کے شر سے' اور شیطانوں کے وسوسوں سے' اور ان کے میرے پاس آنے سے۔''

یہ ہیں قرآن و حدیث کے تعویذوں کو جائز کہنے والوں کی دلیلیں۔

---

[1] بیہقی ۹/ ۳۵۱' الحاکم کتاب الطب۔ ۴/ ۲۱۷ حدیث ۷۵۰۶۔۷۵۰۷

[2] مسند احمد حدیث ۶۶۹۶ مستدرک حاکم ۱/ ۵۴۸' سنن ترمذی کتاب الدعوات باب دعاء الفزع فی النوم...... حدیث ۳۵۲۸ اور ترمذی نے حسن کہا ہے' سنن ابی داؤد کتاب الطب باب کیف الرقی حدیث ۳۸۹۳ بسم اللہ کے لفظ نہیں۔ ابو داؤد میں و ترمذی حدیث نمبر ۳۸۹۳۔

ہر طرح کے تعویذوں کو ناجائز کہنے والوں کے دلائل

رہے دوسرے قول کے قائلین جو قرآن اور حدیث کی دعاؤں کے تعویذ بھی لٹکانے سے منع کرتے ہیں' انہیں فریق اول کے ان دلائل میں کوئی حجت نظر نہیں آتی' کیونکہ :

(۱) آیت مجمل ہے (یعنی اس میں طریقہ شفاء و علاج نہیں بتایا گیا ہے) بلکہ قرآن سے علاج کرنے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے' اور وہ ہے اس کی تلاوت کرنا اور اس کے احکام پر عمل کرنا۔ نیز رسول اللہ ﷺ سے قرآن کے تعویذ لٹکانے کے بارے میں کچھ بھی وارد نہیں' بلکہ صحابہ کرام سے بھی اس سلسلہ میں کچھ وارد نہیں ہے۔

(۲) نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی مجمل ہے' اس میں قرآن کے تعویذ کی صراحت نہیں ہے' بلکہ صرف اتنا ذکر ہے کہ ''ممنوع تعویذ وہ ہے جو بلاء نازل ہونے سے پہلے لٹکایا جائے' نہ کہ بلاء نازل ہونے کے بعد'' چونکہ ان کا قول بھی محتمل یعنی غیر صریح ہے' لہٰذا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ صرف اس روایت کی بنا پر ان کی طرف قرآن کے تعویذ کا جواز منسوب کر دیا جائے۔

(۳) رہا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ان کا عمل ! تو وہ محمد بن اسحاق کے عنعنہ اور ان کے مدلس ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔[1]

شیخ محمد حامد الفقی'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے' نیز اس مفہوم پر دلالت بھی نہیں کرتی' اس لئے کہ اس روایت میں ہے کہ ''عبداللہ بن عمرو اپنے بڑے بچوں کو یہ دعاء یاد کراتے تھے' اور چھوٹے بچوں کے لئے تختی پر لکھ کر ان کے گلے میں لٹکا دیتے تھے'' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تختی ان کے گلے میں دعاء یاد کرنے کے لئے لٹکاتے تھے' نہ کہ تعویذ کی حیثیت سے۔ نیز تعویذ کاغذ پر لکھا جاتا ہے' نہ کہ

[1] دیکھئے: سلسلہ احادیث صحیحہ ۱/ ۵۸۵' النہج السدید ص ۱۴۱ اور صحیح ابو داؤد ۲/ ۷۳۶۔

تختی پر' نیز بڑے بچوں کو یاد کرانا بھی اس کی دلیل ہے۔"[1]

اگر حقیقت امر یہی ہے' تو فریق اول کا قول کسی قوی حجت پر مبنی نہیں۔ رہے فریق ثانی یعنی قرآن وحدیث کے تعویذوں کو بھی منع کرنے والے' تو ان کی طرف سے مندرجہ ذیل دلیلیں پیش کی جا سکتی ہیں:

① پہلی دلیل یہ ہے کہ تعویذوں کے بارے میں وارد شدہ ممانعت کا حکم عام ہے' جیسا کہ حرمت کے دلائل اسی بحث میں گزر چکے ہیں' اور شریعت میں اس عموم کی کوئی تخصیص وارد نہیں ہوئی ہے' لہٰذا یہ حکم اپنے عموم پر باقی ہے۔

② دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر یہ عمل مشروع ہوتا تو نبی کریم ﷺ نے اسے بیان فرمایا ہوتا' جیسا کہ رقیہ یعنی دعاء پڑھ کر پھونکنے کا حکم بیان فرمایا اور شرکیہ کلام نہ ہونے کی صورت میں اس کی اجازت دی ہے' چنانچہ فرمایا:

((اَعْرِضُوا عَلَیَّ رِقَاكُمْ' لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيهَا شِرْكٌ))

"تم لوگ مجھے اپنے جھاڑ پھونک کے کلمات سناؤ' اگر اس میں شرک نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔"[2]

لیکن اس طرح کی بات نبی ﷺ نے تعویذوں کے بارے میں نہیں کہی (لہٰذا معلوم ہوا کہ کسی بھی طرح کا تعویذ جائز نہیں) ☆

③ تیسری دلیل صحابہ کرام کے وہ فتوے ہیں جو تعویذ کی ممانعت کے سلسلے میں گزر چکے ہیں اور جن کی طرف اس کے برعکس قول منسوب ہے وہ (روایت اور درایت

---

[1] حاشیہ فتح المجید ص ۱۳۲۔

[2] مسلم۔ کتاب السلام: باب لا باس بالرقی مالم یکن فیہ شرك (حدیث ۲۲۰۰)

☆ شرکیہ جھاڑ پھونک سے بچنے کے لئے اہل علم نے چند شرطیں لگائی ہیں' چنانچہ حافظ ابن حجر ؒ لکھتے ہیں کہ تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ تین شرطوں کے ساتھ جھاڑ پھونک جائز ہے' پہلی یہ کہ جو کچھ پڑھا جائے وہ اللہ کا کلام یا اس کے نام وصفات ہوں۔ دوسری یہ کہ عربی زبان میں ہو' تیسری یہ کہ یہ عقیدہ ہو کہ یہ بذات خود فائدہ نہیں دے سکتے جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوگا۔ (فتح الباری ۱۰/ ۱۹۵)

دونوں اعتبار سے) صحیح نہیں ہے' کیونکہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو دوسروں کی بسنبت زیادہ جانتے تھے' اسی طرح اکثر تابعین عظام بھی۔ چنانچہ ابراہیم نخعی نے عام لفظوں میں کہا ہے:

''وہ (یعنی صحابہ کرام اور تابعین عظام) ہر طرح کے تعویذ مکروہ جانتے تھے' خواہ قرآن کے ہوں یا غیر قرآن سے۔''[1]

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فرماتے ہیں:

''ابراہیم نخعیؒ کی مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ ہیں' مثلاً علقمہ' اسود' ابو وائل' حارث بن سوید' عبیدہ سلمانی' مسروق' ربیع بن خثیم اور سوید بن غفلہ وغیرہم' یہ بزرگان سادات تابعین میں سے ہیں' اور ابراہیم نخعیؒ ان بزرگوں کے اقوال بیان کرنے کے لئے یہی طریقہ اختیار کرتے' جیسا کہ حافظ عراقی نے اس کی وضاحت کی ہے''۔[2]

④ چوتھی دلیل یہ ہے کہ فساد کا سدباب شرعی طور پر واجب ہے' تا کہ شرکیہ تعویذ قرآنی تعویذوں کے ساتھ اس درجہ خلط ملط نہ ہو جائیں کہ شبہ کی وجہ سے شرکیہ تعویذوں سے بھی روکنا مشکل ہو جائے' شیخ حکمی فرماتے ہیں:

''بلا شبہ ان قرآنی تعویذوں کی ممانعت ہی غلط اعتقاد کو روکنے کے لئے زیادہ مؤثر ہے' خاص کر دور حاضر میں' کیونکہ صحابہ اور تابعین نے جب اپنے صاف ستھرے اور مقدس زمانے میں اسے مکروہ سمجھا جبکہ ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ کی مانند قائم تھا' تو اس پرفتن زمانہ میں ان تعویذوں کو مکروہ قرار دینا زیادہ بہتر اور واجب ہے' اور کیوں نہ ہو جبکہ تعویذ کا کاروبار کرنے والے اس رخصت کے چور دروازے سے محرمات تک پہنچ چکے ہیں اور قرآنی تعویذوں کو ان محرمات کا بہانہ اور ذریعہ بنا رکھا ہے۔ چنانچہ وہ تعویذوں کے اندر ایک آیت یا چھوٹی سی سورت یا صرف ''بسم اللہ'' وغیرہ لکھ دیتے ہیں' پھر اس کے نیچے

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ۷ / ۳۷۴۔

[2] فتح المجید ص ۱۳۸۔

شیطانی طلسمات بنتے ہیں۔ جسے صرف وہی لوگ جان سکتے ہیں جو ان کی کتابوں سے واقف ہیں۔ نیز اس کے ذریعہ وہ لوگوں کے دلوں کو توکل علی اللہ سے پھیر کر ان لکھے ہوئے طلسمات سے جوڑ دیتے ہیں' بلکہ اکثر تعویذ والے عوام الناس کو ہراساں کر دیتے ہیں' حالانکہ انہیں کوئی بیماری نہیں ہوتی۔

تعویذوں کا کاروبار کرنے والوں کا طریقہ واردات

مثلاً: وہ شخص جو تعویذوں کا کاروبار کرتا ہے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص اس کا پرستار ہے تو وہ اس شخص کا مال کھانے کے لئے حیلے بہانے تلاش کرتے ہوئے اس سے کہتا ہے کہ دیکھو تمہارے اہل وعیال یا مال یا خود تمہارے اوپر مصیبت آنے والی ہے' یا یہ کہتا ہے کہ تم پر جنوں کا سایہ ہے' اور اس کے سامنے شیطانی وسوسہ سے متعلق کچھ باتیں بیان کر کے اس کو یقین دلانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ اس کے مسئلے کو پوری طرح سمجھ چکا ہے' اسے اس سے بہت زیادہ ہمدردی ہے اور وہ اس کا خیر خواہ ہے۔ جب اس سادہ لوح شخص کے دل میں خوف وہراس پوری طرح بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے منہ موڑ کر دل و جان سے اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی پناہ میں آجاتا ہے' اور اس پر اعتماد و بھروسہ کرنے لگتا ہے' وہ اس مکار سے پوچھ بیٹھتا ہے کہ مصیبت سے نجات کا راستہ کیا ہے؟ گویا نفع اور نقصان کا وہی مالک ہے' اب اس لٹیرے کی امیدیں پوری ہوتی نظر آتی ہیں' اور اس کی لالچ بھری نگاہ اس مال پر پڑتی ہے جو وہ آدمی خرچ کرسکتا ہے' اس لئے وہ کہتا ہے کہ اگر تم مجھے اتنا اتنا مال دے دو تو میں تمہارے لئے اتنی لمبی اتنی چوڑی تعویذ لکھ کر دیتا ہوں۔ پھر وہ اس تعویذ کی خصوصیات بتاتا ہے اور ان امراض کی نشاندہی کرتا ہے جن کے لئے وہ تعویذ مفید ہے۔

کیا آپ ان حرکتوں کو اس اعتقاد کے باوجود شرک اصغر شمار کریں گے؟ نہیں' بلکہ یہ غیر اللہ کی تعظیم ہے' غیر اللہ پر بھروسہ کرنا اور غیر اللہ کی پناہ لینا ہے' بیوقوفوں اور نا اہلوں کے فعل کا سہارا لینا ہے اور دین سے خارج ہو جانے کا باعث ہے۔ کیا شیطان اس قسم

کے حیلوں پر شیطان نما انسان کی مدد کے بغیر قابو پا سکتا ہے؟

﴿ قُلْ مَنْ يَكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ۲۱/ ۴۲)

''اے محمد (ﷺ) ان سے کہو! کون ہے جو رات یا دن کو تمہیں رحمٰن سے بچا سکتا ہے؟ بات یہ ہے کہ یہ اپنے رب سے منہ موڑ رہے ہیں۔''

پھر وہ اس میں اپنے شیطانی طلسمات کے ساتھ کچھ قرآنی آیتیں بھی لکھتا ہے' اور پہننے والا ناپاکی کی حالت میں بھی اسے پہنے رہتا ہے۔ چھوٹی بڑی ہر طرح کی نجاست ہوتی رہتی ہے اور قرآن اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی چیز سے اسے محفوظ رکھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اللہ کی قسم! کسی دشمن اسلام نے کتاب للہ کی ایسی بے حرمتی نہیں کی ہو گی جس طرح اسلام کے دعویدار یہ ملحد کر رہے ہیں۔

قرآن کیوں نازل کیا گیا؟

اللہ کی قسم! قرآن نازل ہوا تلاوت کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے' اس کے احکام کو بجا لانے اور اس کے منہیات (حرام کیے گئے کاموں) سے اجتناب کرنے کے لئے' اس کی باتوں کی تصدیق کرنے اور اس کے حدود میں رہنے کے لئے' اس کی مثالوں سے عبرت پکڑنے اور اس کے قصوں سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے اور اس پر ایمان لانے کے لئے' کیونکہ پورا قرآن ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے' لیکن ان تعویذ والوں نے ان سارے مقاصد کو بے معنی کر دیا اور قرآن شریف کو پس پشت ڈال دیا' صرف قرآن کی شکل کو محفوظ رکھا ہے تاکہ اسے کھانے کا ذریعہ اور کمانے کا وسیلہ بنائے رکھیں' ایسے وسائل کی مانند جن سے حرام تک تو رسائی ہو سکتی ہے حلال تک نہیں۔

اگر کوئی بادشاہ یا امیر اپنے ماتحت کو یہ پیغام بھیجے کہ ایسا کرو' ایسا نہ کرو' اپنے ماتحتوں کو فلاں کام کرنے کا حکم دو اور فلاں کام سے روکو' وہ اس پیغام کو وصول کر کے نہ اسے پڑھے' نہ اس کے اوامر و نواہی میں غور و فکر کرے' اور نہ ہی اپنے ماتحتوں تک یہ پیغام

پہنچائے جن تک پہنچانے کا اس میں حکم ہے' بلکہ اس پیغام کو وصول کر کے اپنی گردن میں لٹکا لے' یا بازو میں باندھ لے اور اس میں موجود فرمان کو خاطر میں نہ لائے' تو کیا بادشاہ یا حاکم اس حرکت پر اسے سزا نہیں دے گا؟ اس کی گرفت نہیں کرے گا ؟ جب ایک بادشاہ کی حکم عدولی کا یہ خمیازہ ہو سکتا ہے تو آسمانوں اور زمین کے اس جبار و قہار حقیقی بادشاہ کے نازل کردہ پیغام عظیم کے ساتھ اس ناروا سلوک کا کیا نتیجہ ہو گا جس کی آسمانوں اور زمین میں اعلیٰ مثال ہے' جس کے لئے دنیا و آخرت میں ساری تعریفیں ہیں' اور جس کی طرف سارے معاملات لوٹائے جاتے ہیں' لہٰذا صرف اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ کرو' وہ ہمارے لئے کافی ہے' اس کے علاوہ کوئی عبادت کا حقدار نہیں' اسی پر ہم نے بھروسہ کیا' اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔[1]

⑤ پانچویں دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید کا تعویذ لٹکانا قرآن مجید کی بے حرمتی کا باعث ہے' مثلاً بیت الخلاء وغیرہ میں اس تعویذ کے ساتھ داخل ہونے سے قرآن کی توہین ہے۔

⑥ چھٹی دلیل یہ ہے کہ ان لوگوں کا قرآن اٹھائے پھرنا جو نہ اس کا معنی سمجھتے ہیں نہ ہی اس کی عزت کرتے ہیں' وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان عام ﴿كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ کے تحت آ جاتے ہیں (جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی مثال ان گدھوں کی سی ہے جو شریعت کی کتابیں اٹھائے ہوئے ہیں' نہ اسے سمجھتے ہیں' نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں) کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ اس قرآنی تعویذ میں کیا ہے' نہ ہی اس کی عزت و توقیر کرنا جانتے ہیں۔ چنانچہ بسا اوقات اس قرآنی تعویذ پر نجاست بھی پڑ جاتی ہے' خاص کر اس وقت جب پہننے والا پاگل یا چھوٹا بچہ ہوتا ہے۔

⑦ تعویذ پہننے کا فتویٰ یقینی طور پر سور معوذات[2] وغیرہ کے ذریعہ دعاء کی سنت ترک کرا سکتا ہے۔ چنانچہ جو شخص پورا پورا قرآن ہی لٹکا لے گا وہ گمان کر سکتا ہے کہ اب

---

[1] معارج القبول ۱/ ۳۸۲۔

[2] سورہ معوذات سے مراد سورہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہیں یہ تینوں سورتیں تعویذ کے لئے بے حد مفید ہیں' لیکن انہیں لکھ کر لٹکانے سے نہیں' بلکہ ←

سورمعوذات اور آیۃ الکرسی[1] وغیرہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے کہ جب پورا قرآن ہی اپنے گلے میں لٹکا ہوا ہے۔

⑧ قرآن کا تعویذ لٹکانے کا فتویٰ جائز و ناجائز دونوں پہلو رکھتا ہے' اور جو فتویٰ یا معاملہ ایسا ہو تو فساد سے تحفظ کی غرض سے اس سے اجتناب کرنا ہی بہتر اور افضل و احفظ ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

← اس کے پڑھنے سے ہر طرح کے رنج و غم اور آفت و بلاء میں راحت ملتی ہے' چنانچہ نسائی شریف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم گھٹا ٹوپ اندھیرے میں گھر گئے' اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی۔ ہم نماز کے لئے نبی کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ تشریف لائے اور نماز پڑھائی' نماز کے بعد آپ نے فرمایا: کہو' میں نے کہا: کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا: (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح و شام تین تین مرتبہ کہو' تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گی۔ نسائی کتاب الاستعاذہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام جحفہ اور ابواء کے درمیان چل رہا تھا کہ بہت تیز آندھی چلنے لگی' اور رات بھی بیحد اندھیری تھی تو رسول اللہ ﷺ (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) اور (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھنے لگے' اور فرمایا: اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کو پڑھا کرو' اس جیسا تعویذ کسی نے نہیں پڑھا۔ ابی داؤد۔ کتاب الوتر: باب فی المعوذتین حدیث ۱۴۶۳ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بخاری شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ہر رات جب بستر پر آتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)' (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ) اور (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) پڑھ کر پھونکتے' پھر اپنے جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا پھیرتے تھے اس طرح تین مرتبہ کرتے۔ بخاری۔ کتاب المغازی: باب مرضی النبیؐ ووفاته حدیث ۴۴۳۹ کتاب السلام باب رقیۃ المرض

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نماز کے بعد معوذات کی سورتیں پڑھا کرو" سنن نسائی۔ کتاب السھو باب الامر بقراۃ حدیث ۱۳۳۶ سنن ترمذی۔ کتاب فضائل القرآن: باب ما جاء فی فضل قاری القرآن حدیث ۲۹۰۳ کتاب الوتر باب فی الاستغفار اس کے علاوہ بہت ساری حدیثیں سورہ معوذات کے دعاء کے لئے مفید ہونے کے بارے میں کتب حدیث میں وارد ہیں۔

[1] آیت الکرسی: سورہ بقرہ کی آیت ۲۵۵ کو آیت الکرسی کہا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے: ←

← ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ۚ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرۡسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا یَـُٔوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴾

پورے قرآن شریف میں سب سے عظیم الشان آیت یہی آیت الکرسی ہے' نسائی شریف میں ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اسے جنت میں جانے سے صرف موت ہی روک سکتی ہے۔

شیطان کے شر سے بچنے کے لئے یہ آیت اکسیر ہے' چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ صدقہ کے مال کی حفاظت پر مامور تھے کہ ایک چور چوری کرنے کے لئے تین رات مسلسل آیا' اور ہر رات پکڑا گیا' تیسری رات جب اسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جانے کی دھمکی دی تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں تمہیں چند کلمات بتا دیتا ہوں جن سے اللہ تمہیں فائدہ دے گا' چنانچہ اس نے پوری آیت الکرسی پڑھ کر بتائی' اور کہا کہ یہ آیت سوتے وقت پڑھ لیا کرو تو تمہاری نگرانی کے لئے ایک محافظ فرشتہ اللہ کی طرف سے مقرر ہو جائے گا' اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آ سکتا۔ صبح ہوئی تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا لیکن ہے وہ بڑا جھوٹا' وہ شیطان ہے۔ کتاب الوکالۃ باب اذا وکل رجالہ حدیث ۲۳۱۱۔ ۳۹۸' وکالت کے باب میں) تعویذ کے لئے اس کے علاوہ بہت سی آیتوں اور سورتوں کو پڑھنے کا حکم حدیث شریف میں موجود ہے' جن میں سے سورۃ فاتحہ ہر مصیبت و بلاء سے رہائی اور فلاح وکامرانی کا سر چشمہ ہے' جیسا کہ امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اَلْفَاتِحَةُ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ سَقَمٍ)) یعنی سورۃ فاتحہ ہر بیماری کا علاج ہے۔

(فتح القدیر للشوکانی ۱/ ۱۶)

چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ میں مشہور واقعہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ہے کہ انہوں نے ایک گاؤں کے ایک رئیس کو جسے سانپ نے ڈس لیا تھا سورہ فاتحہ پڑھ کر جھاڑا اور وہ شفاء یاب ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو صحیح قرار دیا' اور اس کی اجرت سے خود بھی کھایا۔ بخاری۔ کتاب الطب: باب الرقی بغاء حدیث ۵۷۳۶۔ مسلم۔ کتاب السلام: باب جواز اخذ الاجرۃ علی الرقیۃ حدیث ۲۲۰۱

تعویذ کا یہ مسنون طریقہ ہے کہ اگر تعویذ کو لٹکانے کو جائز کر دیا جائے تو یہ مسنون طریقہ تعوذ بالکل چھوٹ جائے گا اور مسلمان قرآن سے بالکل بے تعلق و بے نیاز ہو جائیں گے (م م)

زمانہ ماضی اور حاضر میں تعویذ کا رواج

تعویذ لٹکانا درحقیقت اہل جاہلیت کا شعار ہے جن پر جہالت کا غلبہ تھا' شیطانوں نے انہیں اپنا غلام بنا کر ان کی جہالت و حماقت کو اور بڑھا رکھا تھا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝﴾ (الجن : ۷۲/ ۶)

"اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ بعض جنوں کی پناہ مانگا کرتے تھے' اس طرح انہوں نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا۔"

عرب زمانہ جاہلیت میں جب کسی میدان میں پہنچتے یا کسی گنجان اور خوف و ہراس کی جگہ میں داخل ہوتے' اور وہاں جنوں' بھوتوں' جنگلی شیروں اور شیطانوں کی شرارت سے ہراساں ہوتے تو ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہو کر بآواز بلند پکارتا:

"ہم سب اس وادی کے سردار جن کی پناہ چاہتے ہیں"

چنانچہ کوئی جن انہیں اذیت نہ دیتا' اور اس کی انہیں اجرت بھی ملتی تھی' اور اسی بنیاد پر جاہل لوگ جنوں کے نام پر قربانی کر کے ان کا تقرب حاصل کرتے تاکہ وہ انہیں تکلیف نہ دیں' چنانچہ جب کوئی گھر بناتا' یا کنواں کھودتا تو جنوں کے شر سے بچنے کے لئے کوئی جانور ذبح کرتا۔[1]

[1] دیکھئے: "المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام" ۶/۷۴۲۔

شرک کے عجیب وغریب مظاہر تعویذوں کے سائے میں

یہی نہیں بلکہ ان کی یہ خام خیالی تھی کہ بعض پتھروں' درختوں' حیوانوں اور بعض دھاتوں میں بھی کچھ ایسے اثرات ہیں' جو ان سے جنوں کا خطرہ یا انسانوں کی نظر بد ٹال سکنے کی خاصیت رکھتے ہیں' لہٰذا انہوں نے ان کے تعویذ لٹکائے اور ان سے شفاء یابی کا عقیدہ دلوں میں بٹھا لیا۔ یہ سب کچھ صرف اپنے پروردگار سے ان کی جہالت اور عدم اعتماد و بھروسہ کی وجہ سے تھا' اس لئے ان کے یہاں تعویذوں کی کثرت ان کی تاریخوں میں عام طور پر ملتی ہے' جن میں سے بطور نمونہ چند تعویذ یہ ہیں:

۱ نفرہ: کوئی چیز بچے کی گردن میں نظر بد کے خوف سے لٹکا دی جاتی جس سے جنات و انسان دونوں نفرت کرتے' اس لئے اس بچے کو نظر نہیں لگتی' کبھی کبھی یہ کام نجس و ناپاک چیز سے بھی کیا جاتا تھا' مثلاً: جاہل لوگ حیض کے گندے چیتھڑے' یا ہڈیاں وغیرہ لٹکا دیتے' نیز کبھی کبھی گندے قسم کے جانوروں مثلاً: قنفذ[1] وغیرہ کے نام لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔[2]

۲ لومڑی اور بلی کے دانت کے تعویذ بھی استعمال کرتے۔

۳ عقرہ: ریٹھوں کے تعویذ جسے عورت اپنی کمر میں باندھ لیتی' تاکہ بانجھ ہو جائے اور بچہ نہ پیدا ہو۔

۴ تِحلب: ریٹھوں کے تعویذ جو روٹھے ہوئے شوہر کو منانے اور ناراضگی کے بعد اس کی شفقت و محبت کو دوبارہ واپس دلانے کا کام انجام دیتے۔

۵ تولہ' قرز حلہ' دردبیں' کحلہ' کرار اور ہمرہ: یہ سب تعویذ ریٹھوں اور موتیوں

---

[1] قنفذ: چوہے کی شکل اور خرگوش کے سائز کا ایک جانور ہے جس کے پورے جسم پر کانٹے ہوتے ہیں۔ جب وہ کوئی خطرہ محسوس کرتا ہے' تو بالکل گول سا ہو کر کانٹے کا گچھا بن جاتا ہے۔ (م م)

[2] برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کا ایک طبقہ اس جہالت میں ان جاہلوں سے بھی ایک قدم آگے ہے' وہ تو اپنے بچوں کے نام ہی کتے بلی وغیرہ جیسے گندے اور مہمل جانوروں کے نام پر رکھ دیتے ہیں' تاکہ وہ ہر طرح کی آفات وبلیات اور نظر بد سے محفوظ رہیں۔ (م م)

کے بنے ہوئے تھے' جو پریم منتر کی حیثیت رکھتے تھے' شوہر کی محبت حاصل کرنے کے لئے لٹکائے جاتے تھے۔

بچھڑے پریمی کو واپس بلانے کے لیے عجیب وغریب منتر اور تعویذ

ان کے خیال میں ''کرار'' اور ''ہمرہ'' نام کے تعویذ ایک خاص منتر ہے اور وہ یہ ہے:

((يَا كَرَّارُ كُرِّيهِ' يَا هُمَرَةُ اَهْمِرِيهِ اِنْ أَقْبَلَ فَسُرِّيهِ وَاِنْ اَدْبَرَ فَضُرِّيهِ مِنْ فَرْجِهِ اِلَى فِيهِ))[1]

''اے لوٹانے والے ریٹھے تو اسے لوٹا دے' اے رلانے والی موتیاں تو اسے رلا دے' اگر وہ واپس آتا ہے تو اسے خوش رکھ' اور اگر وہ دور جاتا ہے تو اسے اس کی شرمگاہ سے لے کر اس کے منہ تک تکلیف میں مبتلا کر دے۔''[2]

میں کہتا ہوں کہ یہ منتر پروردگار کی ربوبیت اور الوہیت دونوں میں شرک اکبر ہے' ربوبیت میں اس لئے کہ اس منتر میں نفع و نقصان کا اعتقاد اور اس کی نسبت ان ریٹھوں اور موتیوں کی طرف کی گئی ہے' جیسا کہ اس منتر میں ہے:

---

[1] ان تعویذوں کے بارے میں دیکھئے: ''المفصل في تاريخ العرب قبل الاسلام'' ص ۷۵۰ - ۷۵۱۔

[2] پریم منتر کی یہ وبا آج بھی زوروں پر ہے' بلکہ اکثر تعویذ اسی غرض کے لئے تیار کئے جاتے ہیں ان کے منتر کا تو پتہ نہیں کیا ہوتا ہے' جو کچھ بھی ہو بہر حال سنا یہی جاتا ہے کہ پریم منتر کا تعویذ کرنے کے بعد پریمی اس قدر بے قرار ہو جاتا ہے' کہ دنیا کے کسی گوشے میں ہو بھاگتا ہوا واپس آ جاتا ہے' اور اپنے پریمی سے مل جاتا ہے' غیر مسلم تو اپنی جگہ' عام مسلمان بھی اس وبا میں مبتلا ہیں' اور عموماً ازدواجی زندگی اسی پریم منتر کی بنیاد پر قائم رہتی ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کی شریعت میں صاف صاف لفظوں میں اس حرکت کی مذمت کی گئی ہے' اور اسے شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ((اَلتِّوَلَه شِرْكٌ)) پریم منتر کرنا شرک ہے ''ازدواجی زندگی کے اس پاک وصاف اور خالص توحیدی رشتہ کو شرک کی گندگی سے آلودہ کر دیا جاتا ہے' اور جس خالق نے میاں بیوی کو پیدا کر کے ان کے درمیان فطری محبت وشفقت ودیعت کر رکھی ہے اس سے قطع تعلق کر کے سیندور' ٹیکہ' جادو' منتر' نقشے اور طلسمات پہ بھروسہ کیا جاتا ہے' یہ سب جہالت نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ (م م)

"اگر محبوب یا پریمی واپس آجاتا ہے تو اسے خوش رکھ اور اگر منہ موڑ کر جاتا ہے تو اسے تکلیف میں مبتلا کر دے۔"

اور الوہیت میں شرک اس لئے کہ دعاء اور استغاثہ کے ساتھ ان ریٹھوں کی طرف توجہ کی گئی ہے' جیسا کہ اس منتر میں ہے: "اے لوٹانے والے ریٹھے تو اسے لوٹا دے' اور اے رلانے والی موتیاں تو اسے رلا دے" اس بے کسی اور بے بسی سے اللہ کی پناہ۔

۶ خصمہ: موتیوں کے وہ تعویذ جو بادشاہ کے دربار میں حاضری کے لئے یا میدان جنگ میں استعمال کئے جاتے تھے' جو انگوٹھی کے نیچے یا قمیص کے بٹن میں یا تلوار کے پٹہ میں رکھے جاتے تھے۔

۷ عطفہ: موتیوں کے وہ تعویذ جو پہننے والے کو شفقت و محبت دلاتے تھے۔

۸ سلوان: صاف و شفاف دانوں کو ریت کے نیچے دفن کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو جاتے' پھر ان کو نکال کر پانی میں دھو کر آدمی کو پلاتے تھے تو اسے تسلی اور سکون میسر ہوتا' یہ بھی تعویذ ہی کے معنی میں ہے۔

۹ قبلہ: سفید دانوں کا تعویذ جو نظر بد سے بچانے کے لئے گھوڑوں کے گلے میں ڈال دیا جاتا۔

۱۰ ودعہ: سمندر سے حاصل ہونے والے ایک طرح کے پتھر (کوڑی' گھونگا) کا تعویذ جو آنکھ کی تکلیف دور کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔[1]

۱۱ سونے کا زیور: سانپ یا بچھو کاٹے ہوئے کو پہنا دیا جاتا' ان کے اعتقاد میں اسی سے اسے شفاء ہو جاتی' اس کے برعکس ان کا عقیدہ تھا کہ اس ڈسے ہوئے کو اگر دھات کا زیور پہنایا گیا تو مر جائے گا۔

۱۲ خرگوش کے ٹخنے کی ہڈیاں نظر بد اور جادو سے بچنے کے لئے پہنا دی جاتی

[1] آج بھی بعض لوگ اپنے جانوروں کو خصوصاً بکریوں کو گھونگھا کی مالا پہنا دیتے ہیں تا کہ ٹھنڈ سے لگی ہوئی بیماری اور سوجن وغیرہ ختم ہو جائے۔ (م م)

تھیں۔[1]

⓭ تحویطہ : سرخ و سیاہ رنگ کا بٹا ہوا دھاگہ (کردھن) جسے عورت نظر بد سے بچنے کے لئے اپنی کمر میں باندھ لیتی' جس میں کچھ موتی اور چاندی کا بنا ہوا چاند ہوتا۔

یہ ہیں اہل جاہلیت کی بعض خرافات' اور تعویذ کے بارے میں ان کے عقائد۔ ان میں سے بعض اب تک (مسلمانوں میں) پائے جاتے ہیں' اگرچہ تعویذوں کی کچھ قسمیں اور شکلیں بدلی ہوئی ہیں' لیکن عقیدہ وہی ہے جو اہل جاہلیت کا تھا۔[2]

گاڑیوں میں لٹکے جدید تعویذ' جوتے اور گھوڑوں کے نعل

چنانچہ نظر بد سے بچنے کے لئے گھوڑوں کی گردن میں تانت لٹکانے اور آج کل کاروں اور گاڑیوں میں جوتا لٹکانے میں کیا فرق ہے؟ بلاشبہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں' اور حکم بھی دونوں کا ایک ہے (یعنی شرک اکبر یا شرک اصغر ہے' جو بڑے سے بڑے گناہ سے بھی زیادہ بڑا ہے)

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ حدیث ((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)) پر تعلیق میں اس کی تصحیح فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

"آج بھی یہ گمراہی دیہاتیوں' کسانوں بلکہ بعض مہذب لوگوں میں بھی رائج ہے' اور اسی کی طرح ریٹھے بھی ہیں جو بعض ڈرائیور اپنی گاڑیوں کے سامنے رکھ لیتے ہیں' پیچھے دیکھنے والے شیشہ پر اسے لٹکا لیتے ہیں اور بعض ڈرائیور کار کے اگلے یا پچھلے حصہ میں جوتا لٹکا لیتے ہیں' اس کے علاوہ کچھ لوگ گھوڑوں کی نعل

---

[1] دیکھئے: "المفصل تاریخ العرب قبل الاسلام" ص ۷۳۶۔

[2] بلکہ جہالت میں اور بدعقیدگی میں ان سے بھی چند قدم آگے نکل چکے ہیں' چنانچہ کچھ لوگ اپنے لڑکے کانوں میں سوراخ کر دیتے ہیں تا کہ وہ زندہ رہے' اور اس کا نام "چھیدی" پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ اپنے بچے کو پیدا ہوتے ہی ترازو میں رکھ کر کسی غلہ کے برابر تول دیتے ہیں' تا کہ زندہ رہے' بچپن میں ہی نہ مر جائے۔ اس لڑکے کو "تولن" یا "جوکھو" کہا جاتا ہے۔ یہ سب نری جہالت اور بدعقیدگی ہے۔ بعض لوگ تو اپنے بچے کو اسی مقصد کے لئے ایک دو آنے میں کسی کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں' پھر دوسرے کا بچہ سمجھ کر اسے پالتے ہیں' ایسے بچے کا نام "بکن" یا "بیچو" پڑ جاتا ہے۔ (م م)

گھر یا دکان کے سامنے لٹکا لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اپنی گمان میں نظر بد سے بچانے کے لیے کرتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری حرکتیں کرتے ہیں جو توحید کے خلاف اور اس کے منافی شرکیات و کفریات میں سے ہیں' اور جہالت کا نتیجہ ہیں۔''[1]

حالانکہ ان ہی (غلط عقائد و جہالت) کو ختم کرنے کے لئے رسول بھیجے گئے اور کتابیں نازل کی گئیں۔ لہٰذا آج مسلمانوں کی اس جہالت اور دین سے دوری کا شکوہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

شرکیہ تعویذوں سے قرب الٰہی حاصل کرنے کے دعوے

بعض لوگوں کے یہاں یہ معاملہ صرف مخالفت شریعت تک ہی محدود نہیں ہے' بلکہ وہ ان تعویذوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ شیخ جزولی ''دلائل الخیرات'' کے مؤلف ''یوم احد'' طبع بولاق کے ساتویں حزب کے صفحہ ۱۱۱ میں کہتے ہیں:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ مَا سَجَعَتِ الْحَمَائِمُ حَامَتِ الْحَوَائِمُ وَسَرَحَتِ الْبَھَائِمُ وَنَفَعَتِ التَّمَائِمُ))[2]

اے اللہ! محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر اس وقت تک رحمتیں نازل فرما جب تک کبوتر بولتے رہیں' چڑیاں اڑتی رہیں' جانور چرنے جاتے رہیں اور تعویذ فائدہ دیتے رہیں۔

بعض شرکیہ تعویذ جو آج بھی بعض ملکوں میں استعمال کئے جا رہے ہیں مشین کے ذریعہ تیار کئے جاتے ہیں' ان پر بچھو کی تصویر اس وقت نقش کی جاتی ہے جب چاند برج

---

[1] بعض ٹیکسی ڈرائیور اپنی ٹیکسیوں کے پیچھے سیاہ کپڑا باندھ لیتے ہیں' یہ بھی اسی جہالت میں سے ہے' نیز برصغیر ہند میں کھیرے' ککڑی اور دیگر سبزیوں کی فصل کو نظر بد سے بچانے کے لئے ان کے کھیتوں میں مٹی کی استعمال شدہ ٹوٹی پھوٹی سیاہ ہنڈی الٹ کر رکھ دی جاتی ہے تاکہ اس کھیت کی فصل کو کسی کی نظر نہ لگے' اس شرکیہ جہالت میں عام مسلمان ملوث ہیں۔ (م م)

[2] سلسلہ احادیث صحیحہ ۱/ ۸۱۰ حدیث نمبر ۴۹۲۔

عقرب میں ہوتا ہے۔[1]

اس تعویذ کے بارے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ جو شخص اسے اپنے ہاتھ سے چھو لے گا اسے بچھو کے ڈسنے کی تکلیف میں فائدہ ہوگا۔[2]

آشوب چشم کے لیے قرآن کی توہین پر مبنی تعویذ

علامہ شقیری نے اپنی قیمتی کتاب : "السنن والمبتدعات" میں ان شرکیہ تعویذوں کا ایک مجموعہ ذکر کیا ہے جن کا استعمال دور حاضر میں عام ہے' ان میں سے ایک تعویذ آشوب چشم کے مریضوں کے لئے یہ لکھا جاتا ہے:

((قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِنَّ فِی الْعَیْنِ رَمَدًا اِحْمِرَارٌ فِی الْبَیَاضِ حَسْبِیَ اللّٰهُ الصَّمَدُ یَا اِلٰهِی بِاعْتِرَافِیْ فِیْ اعْتِزَالِكَ عَنْ وَلَدٍ عَافِ عَنِّي یَااِلٰهِیْ اِكْفِنِیْ شَرَّ الرَّمَدِ لَیْسَ لِلّٰهِ شَرِیْكٌ لَا وَلَا كُفُوًا اَحَدٌ))

"کہہ دو وہ اللہ ایک ہے' بیشک میری آنکھ آ گئی ہے' سفیدی میں سرخی آ گئی ہے' میرے لئے اللہ بے نیاز کافی ہے' اے اللہ مجھے اعتراف ہے کہ تو اولاد سے بیگانہ ہے' اے اللہ مجھے عافیت دے' آشوب چشم کی تکلیف سے میری کفایت فرما' اللہ کا کوئی شریک نہیں' نہ کوئی شریک ہے اور نہ ہی کوئی ہمسر ہے۔"

اس تعویذ میں قرآن کو شعر کے ساتھ خلط ملط کر دیا گیا ہے' جس سے کتاب اللہ کو پاک وصاف رکھنا ہی مناسب ہے۔[3]

دوسرا تعویذ جسے علامہ قشیری نے "الرحمه فی الطب و الحكمه" نامی کتاب سے نقل کیا ہے' اندھے پن کا ہے' اور وہ یہ ہے:

---

[1] ماہر فلکیات نے آسمان کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصے کا الگ الگ نام دیا ہے' مثلاً: برج میزان' برج حوت' برج ثور' برج عقرب' وغیرہ چاند اپنی سالانہ گردش کے دوران انہی برجوں میں گردش کرتا رہتا ہے۔ (م م)

[2] الفصل فی الملل والاھواء والنحل ابن حزم ۵/ ۴

[3] السنن و المبتدعات للشقیری ص ۲۹۳۔

((عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ بِحَقِّ شَرَاهِيَا بَرَاهِيَا اَوْ نَوَاى اصباوت آل شداى عَزَمْتُ عَلَيْكَ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِىْ فِىْ فُلَانٍ بِحَقِّ شَهَتَ بَهت اَشْهَت))[1]

شیطانوں کی قسم اٹھا کر اندھے پن کو دور کرنے کا تعویذ

اس تعویذ میں شیطانوں کی قسم کھائی گئی ہے' کفر اور اہل کفر سے اللہ کی پناہ۔ نیز جدیہ کے لئے ایک حجاب ذکر کیا ہے جو اس طرح ہے:

((اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِالْقَرِيْنَةَ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَ الْقَرِيْنَةِ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَى الْقَرِيْنَةِ طَيْرًا اَبَابِيْلَ' تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيْلٍ' فَجَعَلَ الْقَرِيْنَةَ كَعَصْفٍ مَاكُوْلٍ يَا عَافِيْ يَاقَابِلُ يَا شَدِيْدُ يَا ذَالطَّوْلِ))[2]

''کیا تم نے نہیں دیکھا تیرے رب نے قرینہ یعنی جدیہ کے ساتھ کیا کیا؟ کیا جدیہ کی چال کو بیکار نہیں کر دیا؟ اور جدیہ پر چڑیوں کا ایک جھنڈ بھیج دیا' جو اس پر پکی ہوئی مٹی کی کنکریاں پھینک رہی تھیں' یہاں تک کہ جدیہ کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند بنا دیا' اے عافیت دینے والے' اے قبول کرنے والے' اے سخت پکڑ والے' اے طاقت والے۔''

یہ بھی قرآن شریف کے ساتھ کھلواڑ اور مذاق ہے' نیز اصل قرآن کو تبدیل کر دینا ہے' ان واقعات سے ان اہل علم کے فتوؤں کی واضح ہو جاتی ہے جو شرک کا دروازہ بند کرنے کے لئے قرآن کا تعویذ بھی حرام کہتے ہیں' جن کی چند مثالیں بیان ہوئیں۔[3]

---

[1] ایضاً' ناچیز اس عبارت کو سمجھنے سے قاصر رہا اس لئے اس کا ترجمہ کرنے سے معذرت خواہ ہے۔ (م م)

[2] السنن و المبتدعات ص ۲۹۹۔

[3] اس سے بھی عجیب وغریب قرآنی تعویذوں کی مثالیں دیکھنی ہوں تو برصغیر ہند و پاک میں چھپے ہوئے بعض مترجم ومفسر قرآن کو دیکھیں جن میں قرآن شریف کی تعویذی حیثیت کو بہت نمایاں اور مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے' ہر سورت کا تعویذی فائدہ' نیز مختلف سورتوں کا مختلف دنیاوی اغراض و مقاصد کا ضامن ہونا ←

بتایا گیا ہے چونکہ بہت ساری سورتیں کافی بڑی بڑی ہیں جن کی تعویذی تلاوت یا تعویذ لکھائی باعث زحمت تھی اس لئے تعویذ کی سہولت اور آسانی کے پیش نظر تمام سورتوں کو نمبرات میں تبدیل کر کے ان کا مختصر اور شارٹ کٹ طلسمی نقشہ بنا دیا گیا ہے' چند نقشے بطور نمونہ از خروارے ذکر کئے جا رہے ہیں:

سورت رعد: ظالم حاکم کی معزولی بچہ کے رونے اور استقاط حمل اگر لڑکی پیدا ہوتی ہو تو لڑکا ہونے کیلئے بانجھ عورت' کان کے ورم کے لیے بہت مفید ہے۔ اس سورت کے عدد ۲۴۴۶۹۳ اور نقش معظم یہ ہے:

۷۸۶

۸۱۵۶۵	۸۱۵۶۰	۸۱۵۶۷
۸۱۵۶۶	۸۱۵۶۴	۸۱۵۶۲
۸۱۵۶۱	۸۱۵۶۸	۸۱۵۶۳

(۱)

سورت نور: احتلام سے محفوظ رہنے' شاعر وغیرہ کی زبان بندی' آشوب چشم اور بانجھ عورت کے لئے اکسیر ہے' اس کی عدد ۴۰۲۵۷ ہیں اور نقش معظم یہ ہے:

سورہ نصر: جال میں مچھلیاں خوب پھنسنے کے لئے مفید ہے' نقش معظم یہ ہے:

۷۸۶

۱۰۰۶۱۴	۱۰۰۶۱۷	۱۰۰۶۲۰	۱۰۰۶۰۶
۱۰۰۶۱۹	۱۰۰۶۰۷	۱۰۰۶۱۳	۱۰۰۶۱۸
۱۰۰۶۰۸	۱۰۰۶۲۲	۱۰۰۶۱۵	۱۰۰۶۱۲
۱۰۰۶۱۶	۱۰۰۶۱۱	۱۰۰۶۱۹	۱۰۰۶۲۱

(۲)

۷۸۶

۵۱۳۰	۱۵۳۳	۱۵۳۲	۱۵۲۳
۱۵۳۶	۱۵۲۳	۱۵۲۹	۱۵۳۵
۱۵۳۵	۱۵۳۹	۱۵۳۱	۱۵۲۸
۱۵۳۳	۱۵۳۷	۱۵۳۶	۱۵۳۸

(۳)

مفتی اعظم سعودی عرب کا فتویٰ

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بیماروں اور بچوں کو تعویذ پہنانا جائز نہیں' جو تعویذ لٹکائے جاتے ہیں انہیں تمائم' حروز اور جوامع کہتے ہیں۔ ان کے متعلق صحیح حکم یہ ہے کہ یہ سب حرام اور شرک ہیں'

← اسی طرح تمام سورتوں کے الگ الگ نقش معظم بنا کر آخر میں پورے قرآن کو مع بسم اللہ کے نقش معظم میں ڈھال دیا گیا ہے پھر نیچے ان نقوش کے فوائد اور طریقہ استعمال بتائے گئے ہیں' اس طریقہ سے امتیوں کو قرآن شریف سے کس قدر بے نیاز کر دیا گیا ہے' انسانی فطرت تو عیش و آرام اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے سے رہی' مشکلات اور پریشانیوں میں اللہ اور اس کے کلام سے کچھ بھی تعلق کی امید تھی اس طریقہ نے اس امید پر بھی پانی پھیر دیا' اسی سلوک کا شکوہ قرآن شریف بزبان حال یوں کرتا ہے:

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں' آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں' دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں' کس عرس میں میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں' مجھ سا بھی کوئی مجبور نہیں

(ماہر القادریؒ)

اور بروز قیامت نبی رحمت جناب محمد ﷺ پروردگار عالم سے یوں شاکی ہوں گے۔

﴿وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝﴾ (الفرقان: ۲۵/ ۳۰)

''اور رسول اللہ ﷺ کہیں گے: اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو پس پشت ڈال دیا تھا۔''

اسی بات کا رونا علامہ اقبال نے یوں رویا ہے:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

مذکورہ طلسماتی تعویذ کی طرح نمبرات پر مشتمل ایک تعویذ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ قشیری مصری رحمتہ اللہ لکھتے ہیں: جس نے اس پر عمل کیا وہ روئے زمین پر سب سے زیادہ غافل و مبغوض ہے' جس نے اس کتاب اور اس جیسی دوسری کتابوں کو جلایا نہیں وہ عنقریب جہالت کی آگ میں جلے گا' فقیری و محتاجی اور بیماریاں اس کا مقدر رہیں گی' وہ رنج و غم اور بلاء میں گرفتار رہے گا' اور اس کے بعد آخرت کا عذاب جہنم میں ہوگا جس میں اسے داخل ہونا پڑے گا' اور جہنم کتنی بری جگہ ہے۔ (السنن والمبتدعات ص ۲۹۵ (م م)

کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَلاَ أَتَمَّ اللّٰهُ لَه، وَمَنْ عَلَقَ وَ دعَةً فَلاَ وَدَعَ اللّٰهُ لَهٗ)) [1]

جس نے تعویذ لٹکایا اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جس نے کوڑی گھونگھا لٹکایا اللہ تعالیٰ اسے راحت و سکون نصیب نہ کرے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)) [2]

''جس نے تعویذ لٹکائی اس نے شرک کیا۔''

((اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَالَةَ شِرْكٌ)) [3]

''بیشک جھاڑ پھونک [4] تعویذ اور پریم منتر سب شرک ہیں۔''

ان تمام احادیث کی روشنی میں یہ ساری چیزیں حرام اور شرک ہیں۔ علماء کرام کا اختلاف ہے کہ اگر تعویذ قرآن شریف یا مباح دعاؤں کے ہوں تو یہ بھی حرام ہیں یا نہیں؟ تو صحیح حکم ان کی حرمت کا ہے' ان کی دو وجہیں ہیں:

① پہلی وجہ مذکورہ بالا احادیث کا عموم ہے' کیونکہ وہ احادیث ہر طرح کے تعویذ کو عام ہیں' خواہ قرآن سے ہوں یا غیر قرآن سے۔

② دوسری وجہ شرک کے راستوں کو بند کرنا ہے' کیونکہ اگر قرآنی تعویذ کو جائز کر دیا جائے تو دوسرے غیر قرآنی تعویذوں کے ساتھ خلط ملط ہو جائیں گے اور معاملہ مشتبہ ہو جائے گا' پھر ہر طرح کے تعویذ لٹکانے کا دروازہ کھل جائے گا' اور یہ معلوم ہے کہ ان طریقوں اور راستوں کو بند کرنا جو شرک اور گناہ کی طرف لے جاتے ہوں' شریعت کے اہم اصولوں میں سے ہے۔ [5]

---

1. اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔
2و3. ان دونوں حدیثوں کی تخریج گذر چکی ہے۔
4. جھاڑ پھونک میں اگر شرکیہ یا غیر شرعی الفاظ نہ ہوں تو جھاڑ پھونک جائز ہے' جیسا کہ پیچھے گزرا۔ (م م)
5. فتاوی شیخ ابن باز ۱/ ۳۰۔

شیخ صالح العثیمینؒ کا فیصلہ

شیخ محمد بن صالح بن عثیمین رحمہ اللہ تعویذ اور حجاب لٹکانے کے حکم کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''ان مسائل کی یعنی حجاب اور تعویذ کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ یہ تعویذ قرآن کے ہوں' دوسرے یہ کہ قرآن کے علاوہ ایسی چیزوں کے ہوں جن کا معنی نہ سمجھا جاتا ہو' تو پہلی قسم یعنی قرآن کے تعویذ لٹکانے کے بارے میں پہلے بھی اہل علم کا اختلاف رہا ہے اور آج بھی ہے' چنانچہ کچھ اہل علم نے اسے جائز کہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

(بنی اسرائیل: ۱۷/ ۸۲)

''اور ہم قرآن میں ایسی آیتیں اتارتے ہیں جو مومن کے لئے شفاء اور رحمت ہیں۔''

اور

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ ﴾ (ص: ۳۸/ ۲۹)

''یہ بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے۔''

میں داخل مانا ہے' اور قرآن کی برکت میں سے ہے کہ اسے مصیبت دفع کرنے لئے لٹکایا جائے۔ اور کچھ اہل علم نے قرآن کے تعویذ کو بھی ناجائز کہا ہے' ان کا کہنا ہے کہ قرآن لٹکانا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں کہ یہ شرعی سبب ہے جس کے ذریعہ مصیبت کو رفع یا دفع کیا جا سکتا ہے' بلکہ اس قسم کی چیزوں میں اصل توقیف ہے۔[1]

اور یہی قول راجح بھی ہے کہ تعویذ کا لٹکانا (پہننا) جائز نہیں' اگرچہ قرآن ہی سے کیوں نہ ہو' نہ ہی اسے مریض کے تکیہ کے نیچے رکھنا یا دیوار میں لٹکانا جائز ہے' اور جو طریقہ بھی اس کے مشابہہ ہو' نا جائز ہے بلکہ بیمار کے لئے دعاء کی جائے اور براہ راست

---

[1] جو چیز اللہ و رسول ہی کے بتانے سے معلوم ہو سکتی ہو اسے توقیفی کہتے ہیں۔ (م م)

اس پر قرآن پڑھا جائے' جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے" [1]

[1] المجموع الثمین ۱/ ۵۸۔

صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں نواسوں سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما پر یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔

((اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّہِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَۃٍ' وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ))

"میں اللہ کے کلام تام کی پناہ چاہتا ہوں شیطان سے' اور ہر موذی جانور سے' اور نظر بد سے۔" (بخاری ۶/ حدیث نمبر ۳۳۷۱' کتاب الانبیاء و ابن ماجہ ۲/ حدیث نمبر ۳۵۷۰' ابواب الطب)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں پر اس دعاء کو پڑھتے اور ہاتھ پھیرتے جاتے:

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھَبِ الْبَاْسَ' وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ' اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا)) "اے اللہ! انسانوں کے پروردگار! تو تکلیف کو دور کر دے اور اسے شفاء دے دے' تو ہی شفاء دینے والا ہے' تیری شفاء کے علاوہ اور کوئی شفاء نہیں ہے' ایسی شفاء عطاء کر کہ پھر بیماری نہ لاحق ہو۔" (بخاری کتاب الطب رقیۃ النبی ۷۸' الطب' و مسلم حدیث نمبر ۲۱۹۱' کتاب السلام باب استحبا رقیۃ المریض حدیث ۵۷۴)

سیدنا عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ جس وقت سے میں مسلمان ہوا ہوں مجھے ایک درد محسوس ہوتا ہے جو مجھے مارے ڈالتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا ہاتھ اس جگہ رکھو جہاں درد ہے پھر تین بار "بسم اللہ" کہو اور سات بار یہ کہتے ہوئے ہاتھ پھیرو ((اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ)) میں اللہ اور اس کی قدرت کی پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جسے میں محسوس کر رہا ہوں اور جس کے لاحق ہونے کا خوف ہے۔ (مسلم حدیث نمبر ۲۲۰۲' کتاب السلام باب استحباب وضع یدہ علی

موطا امام مالک میں یہ اضافہ ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد میرا درد جاتا رہا اور اسی چیز کی تعلیم میں اپنے گھر والوں کو دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے' تو جبرائیل علیہ السلام نے آ کر آپ ﷺ کا حال پوچھا اور اس دعاء کے ذریعہ آپ ﷺ کو دم کیا:

((بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ وَعَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ' بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ))

←

"میں اللہ کے مبارک نام سے آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے رہی ہے' ہر متنفس و حاسد کی نظر کے شر سے اللہ آپ کو شفاء دے' میں اللہ ہی کے نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔
کتاب السلام باب الطب والمرض الرقی مسلم حدیث نمبر ۲۱۸۵' ۶۸۱۲'
نیز مشہور واقعہ ہے کہ نبی ﷺ کو ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ بے چین رہا کرتے تھے۔ ایک دن جبریلؑ ایک فرشتہ کے ساتھ آئے' آپ کو جادو کی صورت حال سے آگاہ کیا' اور سورہ معوذتین (قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) نازل فرمائی اور کہا: آپ ایک ایک آیت پڑھتے جائیں اور جادو کی ایک ایک گرہ کھولتے جائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا اور آپ ﷺ جادو کے اثر سے شفاء یاب ہو کر ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے کوئی شخص بندھا ہوا تھا پھر کھل گیا۔
(فتح القدیر للشوکانی ۵ / ۵۱۹ مسند عبد بن حمید کے حوالہ سے' نیز یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ بخاری کتاب الطب باب السحر حدیث ۵۷۶۳ / ۹ حدیث نمبر ۲۱۸۹ کتاب السلام' اور ابن ماجہ کتاب الطب باب السحر حدیث ۲۳۴۵ وغیرہ نے ذکر کیا ہے)
ان واقعات سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بیمار کے اوپر براہ راست دعائیں اور قرآن شریف پڑھتے تھے اور صحابہ کرام کو اسی کا حکم بھی فرماتے تھے تعویذ لکھ کر نہ لٹکاتے اور نہ اس کی اجازت دیتے۔
نیز بیماری لگنے سے پہلے بھی بغرض حفاظت بہت ساری دعائیں آپ ﷺ نے بتائی ہیں' جن میں سے معوذتین اور آیت الکرسی کا ذکر تو گزر چکا ہے' ایک اور جامع دعاء یہ ہے:
سیدہ خوالہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے وقت یہ دعاء پڑھ لے:
((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) تو اسے کوئی چیز تکلیف نہیں دے سکتی' یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کر جائے' اس دعاء کا ترجمہ یہ ہے: میں اللہ کے کلام تام کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا ہے۔ مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فی التعوذ من سوء حدیث ۲۷۰۸ ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی حدیث ۳۸۹۸ میں صحیح سند سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: رات مجھے کسی چیز نے ڈس لیا' جس کی تکلیف سے میں سو نہیں سکا' تو آپ نے فرمایا: اگر تم نے شام کو یہ دعاء پڑھ لی ہوتی
((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) تو کوئی چیز تمہیں تکلیف نہیں دیتی۔ (فتح الباری ۱۰ / ۱۹۲' مسلم۔ کتاب الذکر والدعاء: باب فی التعوذ من سوء حدیث ۲۷۰۹ وغیرہ
یہ ہے طریقہ رسول اور سنت رسول ﷺ' مسلمانوں کو سنت رسول ﷺ کا پیروکار اور تابعدار ہونا چاہئے' اور ہر طرح کے شرک اور کفر اور مخالفت سنت عمل سے دور رہنا چاہئے۔
وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ' وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ (م م)

خاتمہ

اللہ کی توفیق سے یہ مختصر سی بحث مکمل ہوگئی' اس بحث کے نتائج کا خلاصہ یہ ہے:

1. اہل جاہلیت کے یہاں تعویذ معروف چیز تھی' ان کے یہاں مختلف عقائد و خرافات اور باطل باتیں ان تعویذوں کے متعلق مشہور تھیں۔
2. تعویذ لٹکانا انسان کے عقیدہ میں خلل اور فکر و نظر میں کمزوری پر دلالت کرتا ہے۔
3. تعویذ لٹکانا تعویذ اور صاحب تعویذ کے حسب حال کبھی شرکِ اکبر ہوتا ہے اور کبھی شرکِ اصغر۔
4. شرک اصغر گناہ کبیرہ سے بھی بڑا گناہ ہے' جیسا کہ صحابہ کرام نے فتویٰ دیا ہے۔
5. تعویذ لٹکانے کی وبا لوگوں کے اندر ہمیشہ موجود رہی ہے' جادوگر' شعبدہ باز اور ان جیسے لوگ اسے رواج دیتے رہے ہیں۔
6. تعویذ لٹکانا حصول خیر کے لئے یا دفع ضرر کے لئے نہ شرعی سبب ہے اور نہ ہی قدرتی۔
7. قرآن و حدیث کے تعویذ پہننے اور لٹکانے کی ممانعت ہی راجح قول ہے۔

فہرست مراجع

۱ ترغیب و ترهیب ؟ حافظ منذری..... مطبع دار الفکر۔

۲ تفسیر طبری مسمی به " کتاب جامع البیان فی تفسیر القرآن" ابو جعفر محمد بن جریر طبری ..... مطبع دار الفکر' بیروت ۱۳۸۹ ھ ۔

۳ تفسیر القرآن العظیم ..... حافظ ابن کثیر ..... تحقیق ڈاکٹر محمد ابراهیم البنا وزمیله' طباعت : دار الشعب مصر۔

۴ بخاری۔ فتح الباری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجه۔ ابن خزیمه۔ السنن الکبری۔

۵ التوضیع عن توحید الخلائق فی جواب اهل العراق ..... شیخ سلیمان بن عبدالله بن شیخ محمد بن عبدالواهابؒ ..... نا شر : دار طیبه ریاض طبع اول ۱۴۰۴ ھ۔

۶ تهذیب مدارج السالکین ..... شیخ عبد المنعم العلی العز' طباعت : وزارة العدل' متحده عرب امارات۔

۷ تیسیر العزیز الحمید شرح کتاب التوحید ..... شیخ سلیمان بن عبدالله بن محمد بن عبدالوهابؒ' مطبع مکتب اسلامی' بیروت' طبع چهارم۔

۸ الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی ..... علامه ابن قیم الجوزیه' تحقیق محمود عبدالوهاب فائد' مطبع : محمد علی صبیح و اولاده' میدان الازهر ۱۳۸۸ ھ ۔

۹ سلسلته الاحادیث الصحیحة وشیء من فقیها و فوائدها ..... شیخ

محمد ناصر الدین البانی' مطبع : مکتب اسلامی بیروت۔

۱۰ السنن المبتدعات بالا ذکار الصلوات ..... محمد عبدالسلام خضر شقیری مصری' نشر : دار الباز للنشر التوزیع' مکہ مکرمہ۔

۱۱ السنن الکبری ..... حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی' دار الفکر۔

۱۲ سنن نسائی ..... مع شرح جلال الدین سیوطی و حاشیہ سندھی' مطبع : دارا حیاء التراث العربی' بیروت۔

۱۳ سنن ابن ماجہ ..... تحقیق محمد فواد عبدالباقی' مطبع : داراحیاء التراث العربی' بیروت۔

۱۴ سنن ابو داؤد ..... تحقیق : عزت عبدالد عاس مطبع : دارالحدیث' حمص طباعت اول ۱۳۹۱ ھ۔

۱۵ سنن ترمذی ..... تحقیق : احمد شاکر' مطبع دار احیاء التراث العربی' بیروت۔

۱۶ الشرک ومظاہرہ ..... مبارک بن محمد میلی' مطبع : جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ۔

۱۷ صحیح ابن خزیمہ ..... تحقیق : محمد اعظمی' مطبع : مکتب اسلامی ۱۴۰۰ھ

۱۸ صحیح بخاری ..... محمد بن اسماعیل بخاری' ضبط و تعلیق : محمد مصطفی بغا' مطبع : دار القلم و دار البخاری' دمشق' طباعت اول ۱۳۷۴ ھ

۱۹ صحیح ترمذی' صحیح ابن ماجہ' صحیح ابوداؤد ..... محمد ناصر الدین البانی' مطبع : مکتب اسلامی۔

۲۰ صحیح مسلم ..... امام مسلم بن حجاج قشیری' تحقیق : محمد

فواد عبدالباقی' مطبع : دار احیاء الکتب العربیه۔

۲۱ فتاوی..... شیخ عبدالعزیز بن باز' ناشر : موسسته الدعوة الاسلامیه الصحفیه' طباعت اول ۱۴۰۸ھ۔

۲۲ فتح الباری شرح صحیح بخاری ..... حافظ شهاب الدین ابن حجر عسقلانی' مطبع : دار المعرفه للنشر' بیروت' طباعت دوم۔

۲۳ الفصل فی الملل والا هواء والنحل ..... ابو محمد علی بن حزم ظاهری' مکتبه مثنی' بغداد۔

۲۴ قرة عیون الموحدین فی تحقیق دعوة الانبیاء و المسلمین ..... شیخ عبدالرحمن بن محمد بن عبدالوهاب' مکتبه الریاض الحدیثه۔

۲۵ القول السدید فی مقاصد التوحید ..... شیخ عبدالرحمن بن ناصر سعدی مطبع : جامعه اسلامیه مدینه منوره' طباعت : پنجم ۱۴۰۴ ھ

۲۶ لسان العرب ..... جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور' مطبع : دار صادر' بیروت۔

۲۷ مجمع الزوائد منبع الفوائد ..... حافظ علی بن ابی بکر هیثمی' مطبع : دار الکتاب العربی' بیروت' طباعت سوم ۱۴۰۲ھ۔

۲۸ المجموع الثمین من فتاوی فضیلته الشیخ محمد بن صالح العثیمین' جمع و ترتیب : فهد بن ناصر السلمان' طباعت اول ۱۴۱۰ھ۔

۲۹ مدارج السالکین بین منازل ایاك نعبدو و ایاك نستعین ..... علامه ابن قیم الجوزیه' تحقیق : محمد حامد فقی' ۱۳۷۵ ھ' مطبع السنه الحمدیه' مصر۔

۳۰ المستدرك علی الصحیحین ..... حافظ ابو عبدالله حاکم نیسا پوری مع تلخیص حافظ ذهبی' مطبع : دار الفکر بیروت' ۱۳۸۹ ھ۔

۳۱ مسند امام احمد بن حنبل' مع کنز العمال فی سنن الاقوال والا فعال' مطبع : مکتب اسلامی' اور دار صادر' بیروت۔

۳۲ المصنف فی الاحادیث ..... حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ' مطبع : الدار السلفیہ' بمبئی' ہند' تحقیق : مختار احمد ندوی' طباعت اول' ۱۴۰۰

۳۳ معارج القبول بشرح سلم الوصول الی علم الاصول فی التوحید..... شیخ حافظ بن احمد حلمی' ناشر : جماعت احیاء التراث۔

۳۴ المفصل فی تاریخ العرب قبل اسلام.....جواد علی' مطبع: دارالعلم للملایین' بیروت' اور مکتبہ النہضہ' بغداد' طباعت سوم ۱۹۸۰ء۔

۳۵ موطا امام مالك روایتہ یحی بن یحی لیثی ..... اعداد : احمد راتب عمروش' مطبع : دارالنفائس' طباعت دوم' ۱۳۹۷۔

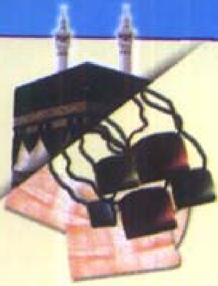
۳۶ النہایہ فی غریب الحدیث والاثر ..... ابوالسعادات مبارك بن محمد جزری بن الا ثیر تحقیق : طاهر احمد زاوی' اور محمود محمد طناحی' مطبع : مکتبہ علمیہ بیروت۔

۳۷ النہج السدید فی تخریج احادیث تیسیر العزیز الحمید' ویلیہ ملحق بتخریج زوائد احادیث فتح المجید علی التیسیر..... ابو سلیمان جاسم فهید دوسری' مطبع : دارالخلفاء للکتاب الاسلامی' کویت' طباعت اول' ۱۴۰۴۔

مطبوعات دار الابلاغ

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف کا نام	قیمت
(۱)	خطاؤں کا آئینہ	صالح عبدالعزیز آل شیخ	140/- روپے
(۲)	دعائیں التجائیں (احادیث صحیحہ پر مشتمل مسنون دعائیں)	شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راز دھلویؒ	120/- روپے
(۳)	میں نماز کیوں پڑھتا ہوں؟	عبدالرؤف الحناوی	36/- روپے
(۴)	تحفہ برائے خواتین (خواتین کے مخصوص مسائل)	ڈاکٹر صالح بن فوزان	80/- روپے
(۵)	مجتبیٰ المتقین (رسول اللہ ﷺ کا نظام تربیت)	سراج الدین احمد ندوی	120/- روپے
(۶)	مجالسِ خواتین	محمد امین بن مرزا عالم	36/- روپے
(۷)	دوست کیسے بنائیں؟	عبداللہ بن علی الجعیثن	40/- روپے
(۸)	بچوں کی تربیت کیسے کریں؟	سراج الدین ندوی	140/- روپے
(۹)	گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات	امام ابن قیم الجوزیہؒ	40/- روپے
(۱۰)	گناہ چھوڑنے کے انعامات	ابراہیم بن عبداللہ الحازمی	100/- روپے
(۱۱)	سپنوں کا شہزادہ (ٹیلی فون کے غلط استعمال کے عبرتناک نتائج)	محمد طاہر نقاش	120/- روپے
(۱۲)	ابو بلی کی یلغاریں	محمد طاہر نقاش	44/- روپے
(۱۳)	جنت کی تلاش میں (جنت واجب کرنے والے اعمال)	عبداللہ بن علی الجعیثن	50/- روپے
(۱۴)	اصلاحِ عقیدہ	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	12/- روپے
(۱۵)	بدعات سے دامن بچائیے	شاہ اسماعیل شہیدؒ	36/- روپے
(۱۶)	ادائیں محبوبؐ کی (رسول اللہ ﷺ کی دلآویز اداؤں کا منظر)	محمد بن جمیل زینو	80/- روپے
(۱۷)	اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں	روبینہ نقاش	90/- روپے
(۱۸)	اسلامی طرز زندگی	ڈاکٹر علی محمد ہاشمی	220/- روپے
(۱۹)	اللہ کی تلوار	ابوزید شبلی	150/- روپے
(۲۰)	حسن عقیدہ	مرتبہ: محمد طاہر نقاش	66/- روپے
(۲۱)	عفت و عصمت کا تحفظ	ظفیر الدین ندوی	220/- روپے
(۲۲)	حسن و جمال کا چاند	حافظ عبدالاعلیٰ	116/- روپے
(۲۳)	حج توحید کے آئینہ میں	عبدالرزاق عبدالمحسن	42/- روپے
(۲۴)	جہنم میں لے جانے والی مجلسیں	عدنان طرشہ	100/- روپے

دار الابلاغ
کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
فون نمبر 042-7913152 0300-4453358
المکتبۃ الرحمانیہ
۹۹۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور



تعویز اور توحید

دین سے دوری، جہالت اور توہم پرستی کی بناء پر تعویز ہماری معاشرتی زندگی کا ایک حصہ بن کر رہ گیا ہے۔ کوئی پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ جسے دیکھو تعویزوں کا دیوانہ نظر آتا ہے۔ اور تعویز تیار کرنے والے عاملوں کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ اپنی دولت لٹاتا ہے اور من مرضی کا تعویز پاتا ہے۔ اسی تعویزوں کے چکروں میں آدمی جادو کروانے کے مرحلے تک جا پہنچتا ہے کہ جو مسلمان کو کافر بنا دیتا ہے۔ تعویزوں کے اس چکر میں گمراہ مشرک اور بدعتی لوگ تو شریک تھے ہی اب کئی توحید پرست ہونے کے دعویدار بھی اس کاروبار ضلالت میں گھٹنوں تک دھنس چکے ہیں۔ یہ تعویزی چکر' جس چیز کو سب سے زیادہ نقصان پہنچاتا ہے وہ ہے عقیدہ اور وہ بھی خاص طور پر عقیدہ توحید کو۔ ویسے تو تعویزوں کی لمبی داستانیں ہیں لیکن اس کتاب میں جہاں تعویزی صنعت کے اور بہت سے خفیہ گوشوں کو آشکار کیا گیا ہے وہاں عقیدہ توحید کی ضد شرک کی تباہیوں و بربادیوں کو خاص طور پر واضح کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ایک مسلمان کے پاس سب سے قیمتی متاع عقیدہ توحید ہے اگر یہی چھن گئی تو اس کی دنیا بھی تباہ آخرت بھی برباد اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔ کیونکہ اس بات کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرما دیا ہے۔ ''تعویز اور توحید'' آدمی کو جھمکے پر خار راستوں سے بچا کر جنت کے پر بہار راستوں پر چلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر بھائی کے عقیدہ کی حفاظت کا باعث بنائے۔ آمین

محمد طاہر نقاش

دار الابلاغ
DARULIBLAGH
کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ